ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۴۶

عصمت انبیاء کرامؑ

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مدلل تحریر

صلح حدیبیہ کا تاریخی معاہدہ

بائیبل میں مقام انبیاء علیہ السلام

ننکانہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

منظوم

ع
افریقیہ دا ملک نام جسدا اے مالی
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

ابولہب
قادیانی کا
عقد آسمانی

قادیانیت نواز صحافی
"م، ش" کے جواب میں

پنجابی نظم

افریقہ دا ملک نام جسدا اے مالی
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

تحریر
م ۔ ب

حضرت مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مکرم مولانا منظور احمد الحسینی نے براعظم افریقہ کے ملک مالی میں جس کامیابی سے قادیانی فتنۂ ارتداد کا سدباب کیا ہے وہ تحریک ختم نبوت کا ایک یادگار زریں باب ہے۔

ع این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس سلسلے میں محترم برادرم حافظ محمد حنیف ندیم کی فرمائش پر درج ذیل پنجابی اشعار ہوئے ہیں، جو پیش خدمت ہیں۔

افریقہ دا ملک نام جسدا اے مالی !!
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

قادیانی فتنے نوں پناہ دے خدایا — جس چالی ہزار دین حق توں تھڑکایا
شیخ کانتے تے ایسراں جھرلو پھرایا — اوہدے نال ای پھر گئی اوہدی رعایا

شیطان نے مالی وچ منائی دیوالی !
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

بدل بدظن مریداں نوں لنڈن بلایا — شیخ کانتے کولوں وی جو چاہیا اکھوایا
طاہر نے فخر نال کارنامہ سنایا — کہ مسلماناں نوں اے قادیانی بنایا

سن کے ماری خوشی نال زندیقاں نے تالی
پر مسلماناں دے چہرے ہوگئے جلالی

خبر سن کے اُٹھے محمدؐ دے متوالے — نکل پئے "ختم نبوت" دے جیالے
رب نے کیتی ایہہ مہم اینہاں دے حوالے — منظور تے باوا نیں بڑی ہمت والے

مالی وچ جا کے پھڑیا مرتداں دا والی
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

وچ میدانے توبہ آکے کانتے نے کیتی — مریداں وی مڑ کے حق دی شراب پیتی
ویڈیو فلم تے ریکارڈنگ وی کیتی — زندیقاں دی زبان گئی اُتکا سیتی

انج مالی دے لوکاں دی ٹل گئی بدحالی
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

قادیانی نویں نسل سن کے بیتاب اے — پھٹے پیراں دے عملاں دا منگدی حساب اے
تردید کر کے چھپے دی حالت خراب اے — ویڈیو فلم نے تے کیتا لاجواب اے

ہن چیلے گرو نوں پئے کڈھدے نیں گالی
مرزا طاہر دی بوتھی ہوئی اوتھے کالی

ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت: ۵ تا ۲۱ شوال ۱۴۱۰ھ
مطابق ۱۱ تا ۱۷ مئی ۱۹۹۰ء شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 46

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

اِس شمارے میں

۱ — پاکستان اور قادیانی (اداریہ) — ۵
۲ — اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور ہمارا فرض — ۷
۳ — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ — ۸
۴ — صلح حدیبیہ کا معاہدہ — ۱۰
۵ مجنوں جو مرگیا تو جنگل اداس ہے — ۱۲
۶ — عصمت انبیاء کرام — ۱۴
۷ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور پر قادیانیت کا تسلط — ۱۷
۸ — قادیانیت نواز صحافی — ۱۹
۹ — ننکانہ صاحب میں ختم نبوت کانفرنس — ۲۱

سرکولیشن مینیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر: ۷۷۱۱۹۶۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ — ۱۵۰ روپے
ششماہی — ۷۵ روپے
سہ ماہی — ۴۵ روپے
فی پرچہ — ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
● حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ — مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
● مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود انور یوسف صاحب — برما
● مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب — پاکستان
● شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب — متحدہ عرب امارات
● حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
● حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
● حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
● حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب — کینیڈا
● حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

بیرون ملک نمائندے
○ قطر — قاری محمد اسماعیل شیدی
○ دوبئی — قاری محمد اسماعیل
○ ابوظہبی — قاری وصیف الرحمٰن
○ برما — محمود یوسف
○ ہارمیڈس — اسماعیل قاضی
○ سوئٹزرلینڈ — اے ایکو، انصاری
○ برطانیہ — محمد اقبال
○ اسپین — راجہ حبیب الرحمٰن
○ ڈنمارک — محمد ادریس
○ ناروے — میاں اشرف جاوید
○ افریقہ — محمد زبیر افریقی
○ ماریشش — محمد اخلاص احمد
○ ٹرینیڈاڈ — اسماعیل ناخدا
○ ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ
○ بنگلہ دیش — محی الدین خان
○ مغربی جرمنی — مشتاق الرحمٰن
○ سنگاپور — سید زبیر حسن بخاری

نارتھ امریکہ
○ وینکوور — جمال عبدالستار
○ ایڈمنٹن — طاہر رشید
○ ونی پیگ — میاں حمید
○ ٹورنٹو — حافظ سعید احمد
○ مونٹریال — آفتاب احمد
○ واشنگٹن — کرامت اللہ
○ شکاگو — محمد عبدالحئی
○ لاس اینجلس — مزمل رشید
○ سیکرامنٹو — چوہدری محمد شریف نوری

نعت شریف

صلی اللہ علیہ وسلم

قمر حجازی

خدایا سن ہماری التجائیں!!
زہے قسمت مدینے ہم بھی جائیں
نظر میں گنبد خضریٰ بسا ہو
سنہری جالیاں سینے سے لگائیں

کبھی دیکھیں جو ہم میزاب رحمت!!
ریاض الجنۃ میں بس کھو ہی جائیں!!
ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں ساتھ ان کے
مزے قربت کے جو ہر دم اٹھائیں

نہ چھوڑا ساتھ مرکر بھی جنہوں نے
وفاداروں پہ ہم قربان جائیں
رہیں ہر دم فرشتے حاضری کو
میسر ہیں انہیں رنگیں فضائیں!

مدینہ ایسی بستی ہے، جہاں سے
سدا اٹھتی ہیں رحمت کی گھٹائیں
مدینہ کے مناظر اللہ اللہ
ہزاروں جنتیں قربان جائیں

اگر ہاتھوں میں ہے روضے کی جالی
جبیں در پر عقیدت سے جھکائیں
ملے روحوں کو راحت جاودانی
درودوں کی سدا گونجیں صدائیں

پھریں گے دن ہمارے بھی یقیناً
کبھی تو رنگ لائیں گی دعائیں!
مچلتی ہے قمر دل میں تمنا
انہیں ہم حالِ دل رو رو سنائیں

پاکستان اور قادیانی ○ دھوکا دیتے ہیں یہ بازیگر کھلا

قادیانی اخبار الفضل نے ۲، مارچ ۱۹۹۰ء کے اداریہ "ہمارا پاکستان" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اداریہ نگار لکھتا ہے :-

"پاکستان بنا تو پتہ چلا کہ وطن بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ہزاروں سال سے وطن ہوتا ہے۔ جس میں آباؤ اجداد زندگی گذار چکے ہوتے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ خطہ یا وہ علاقہ کس طرح ان کا وطن بنا۔ حدِ یاداشت تک آباؤ اجداد کے وہیں رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ اور ایک وہ جو خود کوشش کر کے بنایا گیا ہو۔"

اس کے بعد اداریہ نگار لکھتا ہے :-

"پہلی قسم کے وطن کے ساتھ بھی محبت ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہیئے۔ جہاں انسان پیدا ہوتا ہے۔ پلتا ہے، بڑھتا ہے۔ جس علاقہ کے ساتھ اس کی زندگی کے تمام پہلو وابستہ ہوتے ہیں۔ اس کا نفع اور نقصان، اس کی اچھائی اور برائی اور جہاں اس کے آباؤ اجداد نے زندگیاں گذاری ہوئی ہیں۔ اور جہاں ان کی ہڈیاں دفن ہیں۔ اس کے ساتھ محبت تو ایک لازمۂ حیات ہے۔ اس کے ساتھ محبت ایمان کا حصہ ہے۔"

اس کے بعد پاکستان کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے اداریہ نگار لکھتا ہے :-

"لیکن پاکستان سے محبت ان باتوں کے علاوہ اس وجہ سے بھی ہونی چاہیئے کہ یہ تو ہم نے خود بنایا ہے۔ اس کے لئے ہم نے جدوجہد کی ہے۔"

قادیانی اداریہ نویس نے جن دو وطنوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اول الذکر سے مراد بھارت ہے۔ اور ثانی الذکر کا تو نام ہی لے دیا ہے۔ یعنی پاکستان۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے۔ تو یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ وہ پاکستان کا دشمن ہے۔ پاکستان کے ایک بازو مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں بھارت نے جو کردار ادا کیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے اس لئے ہر محب وطن پاکستانی کے دل میں اس کے خلاف شدید نفرت ہے۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ بھارت جو سلوک کر رہا ہے۔ اس پر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے اخبارات گواہ ہیں تو پھر ایسے ملک سے محبت کو لازمۂ حیات اور ایمان کا حصہ قرار دینا کسی قادیانی ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ کسی محب وطن پاکستانی سے نہیں۔ بھارت سے محبت کی جو دلیل دی ہے۔ وہ بھی عجیب ہے کہ وہاں ہمارے آباؤ اجداد کی ہڈیاں دفن ہیں۔ اداریہ نگار نے بھارت سے دلی محبت کے اظہار کے لئے آباؤ اجداد کا سہارا لیا۔ لیکن دل کی بات نہیں کی کہ وہاں ہمارا کعبہ "قادیان" ہے۔ جس کے بارے میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ

زمین قادیاں اب محترم ہے — ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین۔ از مرزا قادیانی)

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (لعنۃ اللہ علیہ — از مدیر) یہاں (قادیان آنے کو حج قرار دیا ہے۔"

تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ شمارہ ۸۰، ۵ جنوری ۱۹۳۳ء

ہم اداریہ نگار کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ بھارت سے ان کی محبت آباؤ اجداد کی مدفون ہڈیوں کی وجہ سے ہرگز نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ ان کا کعبہ "قادیان" بھارت میں ہے۔ اور اسی محبت کے پیش نظر ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں جب کہ پورے ملک پاکستان میں بلیک آؤٹ تھا۔ ربوہ واحد شہر تھا جو بجلی کے قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ نواب آف کالا باغ مرحوم کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ربوہ کی بجلی کا کنکشن کٹوا دیا۔ قادیانیوں نے بلیک آؤٹ کیوں نہیں کیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔

۱ :- یہ کہ قادیانیوں کو بھارت سے محبت تھی۔ اس لئے انہیں ڈر نہیں تھا کہ بھارتی جہاز ربوہ پر حملہ کریں گے۔

۲ :- یہ کہ اس طرح بھارت کو محبت کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔ اور بھارت سے آنیوالے جہازوں کی جو سرگودھا کے ہوائی اڈے کو تباہ کرنے کی نیت سے آتے تھے۔ ان کی راہنمائی کر رہے تھے۔

بہر حال اداریہ نگار نے بھارت سے محبت کو ایمان کا حصہ اس لئے قرار دیا ہے۔ کہ ان کا کعبہ، ان کے جھوٹے نبی کا مولد و مدفن قادیان، وہاں ہے۔ مرزا طاہر اگر مر جائے اور اسے لندن (برطانیہ) کے نزدیک قائم نئے مرکز کے "بہشتی مقبرہ" میں دبایا جائے۔ تو اداریہ نگار برطانیہ کی محبت کو بھی ایمان کا حصہ قرار دے گا۔ کیونکہ وہاں مرزا طاہر کی ہڈیاں دبی ہوئی ہوں گی۔

مرزا طاہر گو قادیانیوں کا اب وجد نہیں۔ امام و پیشوا تو ہے۔ اور امام و پیشوا کا درجہ اب وجد سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

جہاں تک پاکستان سے محبت کا تعلق ہے تو یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ کیونکہ مرزا طاہر کے باپ اور قادیانیوں کے دوسرے پیشوا آنجہانی مرزا محمود خود یہ کہہ چکا ہے کہ اول تو پاکستان بنے گا نہیں اگر بن بھی گیا تو تقسیم عارضی ہوگی۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ متحد ہو جائیں۔ اور اکھنڈ بھارت بن جائے۔

نیز مرزا محمود نے اپنا کشف یا خواب بیان کیا تھا کہ گاندھی جی آئے اور اس کے (یعنی مرزا محمود) ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹ گئے۔ مرزا محمود نے اس کی تعبیر اکھنڈ بھارت کی دی تھی۔ اور کہا تھا کہ پاکستان پھر سے ہندوستان میں ضم ہو جائے گا (مفہوم)

مسلم لیگ جو پاکستان کی بانی جماعت ہے اس کے بارے میں اخبار الفضل قادیان (جلد نمبر ۲ ملحقہ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۴ء) نے لکھا:۔

"ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزمان .... کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا قادیانی) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی بس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے۔ مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع اور ضرر کی کچھ فکر ہے۔ تو ایسے فضول شاغل (الگ وطن پاکستان کی تحریک۔ مدیر) سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں۔ نہ دین کا ....

یہ تو مسلم لیگ کے بارے میں قادیانی نظریات تھے۔ قادیانیوں نے ایک الگ سیاسی جماعت بھی بنائی تھی جس کا نام "آل انڈیا نیشنل لیگ" تھا۔ چنانچہ اس جماعت کیطرف سے کانگریسی راہنما پنڈت جواہر لال نہرو کا استقبال کیا گیا۔ جس کی رپورٹ الفضل قادیان جلد ۲۳ مورخہ ۲۱ مئی میں شائع ہوئی اس رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے:۔

حسب پروگرام پنڈت جواہر لال صاحب نہرو لاہور تشریف لائے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کیطرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانصد والنیٹروں کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دو صد کے قریب والنیٹر لاہور پہنچ گئے۔ قادیان کی کور دس بجے پہونچی۔ گاڑی کے آنے پر جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ اور قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز موجود تھے۔ پولیس کا بھی زبردست مظاہرہ تھا کنسٹیبلوں کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ پولیس کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے۔

علی الصبح ۶ بجے تمام باوردی والنیٹرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام کور ہی تھی۔ اور کوئی آرگنائزیشن اس موقع پر نہ تھی۔ سوائے کانگریس کے ڈیڑھ درجن والنیٹروں کے اسٹیشن سے لیکر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کے لئے ہمارے والنیٹرز موجود رہے۔ پلیٹ فارم پر جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب (قادیانی) بیرسٹر ایم ایل سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز بہ نفس نفیس موجود تھے۔ اور باہر جہاں پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا۔ شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنیٹروں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا۔ اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔

کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریسی لیڈر کور کے ضبط اور ڈسپلن سے حد درجہ متاثر تھے"

پنڈت جی کے قیام گاہ کی طرف تشریف لے جانے پر کور نے باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے احمدیہ ہوسٹل میں آگئیں۔

اس سلسلہ میں بیشمار شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے صرف دو حوالے پیش کئے ہیں۔ جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی پاکستان کے بارے میں قطعی مخلص نہیں ہیں۔ یہ محض حکمرانوں سے دنیاوی مراعات و مفادات حاصل کرنے کے لئے پاکستان سے محبت کا راگ الاپتے ہیں۔ ان کی اصل محبت اگر کسی سے ہے تو وہ صرف بھارت ہے یا پھر اسرائیل کچھ عرصہ قبل مشہور قادیانی اور مغربی استعمار سے نوبل انعام پانے والے ڈاکٹر عبد السلام بھارت کے دورے پر گئے تو اس نے ہمعر اپنی ٹیم کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی سے ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات کا مقصد بھی بھارت سے محبت کا اظہار تھا۔ اس لئے قادیانی اداریہ نگار نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سراسر جھوٹ ہے۔

قادیانی

اسلام اور پاکستان دونوں کے غدار ہیں۔ اس لئے ان سے لین دین کرنا، تعلقات رکھنا، اور ان کی مصنوعات وغیرہ کا بائیکاٹ کرنا ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین فرض ہے ــــــــــــــ

اللہ کی نعمتیں اور ہمارا فرض

از: سید تنظیم حسین صاحب

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

"اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو پورا نہ کر سکو گے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (النحل ۱۹-۱۸)

جدید ایجادات کے اثرات

آج کل حیرت انگیز ایجادات، سرجری کے کمالات اور مستقبل میں مالی تحفظات کے نظام نے انسان کو عمومی طور پر شدید غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگا کہ یہ سب کچھ اس کی اپنی سمجھ بوجھ اور جد وجہد کا نتیجہ ہے۔ اور کسی موقع پر بھی خالق کائنات کو درمیان میں لانا پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ جو ایجادات ہو رہی ہیں۔ وہ سب اللہ پاک کی پیدا کردہ اشیاء اور ان میں اللہ پاک کی عطا کی ہوئی خاصیت سے ہو رہی ہیں۔ اس غلط فکری کی انتہا یہ ہے کہ اکثر اخبارات میں یہ سرخی دیکھی جاتی ہے۔ "........ نے تین بار موت کو شکست دی" ذرا خیال تو کیجئے کہ موت کو شکست دینے کا تصور کس ہستی کے ذہن میں ابھر رہا ہے۔ جس کو خود اپنے متعلق یہ پتہ بھی نہیں کہ آنے والے لمحہ میں اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود ایجادات کی نوعیت اور روزانہ ہونے والے سینکڑوں واقعات اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان زیادہ مستحکم کرتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ، قضا و قدر اور قیامت پر یقین اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ اس کو انکار کے مترادف کہا جا سکتا ہے۔

ایجادات کا دوسرا رُخ

جدید ایجادات نے ہماری روزمرہ زندگی میں جو تبدیلیاں کی ہیں۔ ان پر آج سے پچاس سال قبل کی زندگی سامنے رکھ کر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم پر اللہ پاک کا کس قدر لطف و کرم ہوا ہے۔ وہ دن یاد کیجئے جب انگیٹھیوں سے کھانا پکایا جاتا تھا۔ مٹی کے تیل کی لالٹینیں جلتی تھیں۔ بہشتی گھروں میں کنوؤں سے پانی بھر کر لاتے تھے۔ بیل گاڑیوں میں سفر کیا جاتا تھا۔ اس پس منظر میں "گیس کا چولہا" "فلوریسنٹ لیمپ" بیسویں منزل پر "شاور باتھ" اور ہوائی جہاز میں سفر کی سہولتیں دیکھئے۔ ایسی سہولتیں اگلے زمانہ میں امراء اور نوابوں اور امراء کو بھی میسر نہ تھیں، قصر شاہی کو شرمانے والے رہائشی مکانات، ٹیلیفون اور چلتی پھرتی عمل نما موٹریں وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں سے تیار نہیں ہوئے؟ کیا گیس اور پٹرول اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نہیں ہیں؟ کیا ہم پر واجب نہیں کہ ہم ان نعمتوں کا شکر ادا کریں؟ مگر کیفیت یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں ذرا بھی خلل واقع ہوتا ہے تو شکایتوں کا طومار بندھ جاتا ہے۔ ہم خود غلطی کرتے ہیں۔ لیکن توقع یہ رکھتے ہیں کہ دوسرے غلطی نہ کریں۔ گویا وہ خارج عن الخطا ہیں۔ صبر و تحمل کا اس قدر فقدان ہے۔ کہ ذرا بجلی فیل ہوئی اور ماہی بے آب ہو گئے۔ ذرا فون خراب ہوا، اور بوکھلا اٹھے۔ گویا ایک شکوہ مجسم بنے ہوئے ہیں۔ سوچئے تو قدرتی نظام میں بھی تو کوئی چیز ہمہ وقت ایک انداز پر نہیں رہتی۔ کبھی مد ہوتا ہے، کبھی جزر، کبھی رات، کبھی سیلاب، کبھی قحط سالی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بجلی فیل ہونے یا فون خراب ہونے کی شکایات نہ کی جائیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ شکایات تو ضرور کی جائیں۔ لیکن اپنے ذہن کو انتشار میں مبتلا نہ کیا جائے۔

ناشکری کا نتیجہ

اس ناشکری کا نتیجہ ہے کہ ہم خود ذہنی انتشار میں مبتلا ہیں۔ کسی کو امریکی انتخابات کی فکر ہے۔ کسی کو محمد علی باکسر کے مستقبل کا غم ہے۔ کسی کو ہاکی ٹیم کی شکست کا رنج کھائے جا رہا ہے۔ کوئی کسی خطے کی تباہی پر آنسو بہا رہا ہے۔ کوئی زر کی طلب میں دوڑ رہا ہے۔ نہ حلال کی تمیز ہے نہ حرام کی ضیافتوں میں کھانے پر اس طرح گرتے ہیں گویا مہینوں کے بھوکے ہیں۔ کھاتے کم ہیں ضائع زیادہ کرتے ہیں۔ نہانے کے لئے غسل خانہ میں شاور کے نیچے کھڑے ہیں نکلنے کا نام نہیں لیتے۔ مکانوں میں ہر قسم کے آرام ہیں، مگر رات کو نیند سے محروم ہیں۔ ہزاروں ڈاکٹر ہیں، لاکھوں ادویات ہیں، علاج کے نئے نئے طریقے ہیں مگر مہلک سے مہلک مرض سامنے آ رہا ہے۔ آنی مہلت بھی نہیں ملتی کہ قصور معاف فرما لیں۔ دودھ بخشوا لیں۔ خود مریضوں پر کیا گذر رہی ہوگی تیمارداروں سے دیکھا نہیں جاتا۔ اموات اس طرح ہو رہی ہیں کہ سن سن کر دل دہلا جاتا ہے۔ قریب قریب ہر ملک میں کسی نہ کسی نوعیت کا انتشار ہے۔ کہیں قحط سالی ہے کہیں سیلاب آ رہا ہے۔ کہیں آپس میں دست و گریباں ہیں۔ نئی نئی طرح کے اسلحہ تیار ہو رہے ہیں۔ جنگ کے بادل سر پر منڈلا رہے ہیں۔ خودکشیاں روز افزوں ہیں۔ اگر یہی صورتحال رہی تو عجب نہیں کہ انسان خود کہہ دے اے اللہ میاں میں تیری دنیا سے تھک گیا۔ قیامت بھیج دے اس کے باوجود نہ توبہ ہے نہ استغفار۔ لیکن! ہمیں یقین ہے اگر اللہ کی نعمتوں کا صحیح احساس اور احترام کیا جائے گا۔ تو استعمال کا انداز بدل جائے گا۔ غلط رجحانات کی طرف رغبت کم ہوگی۔ ہر چیز میں اللہ کے حکم کے تحت اسراف سے بچنے کی کوشش کی جائے گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ قلت و دقت بتدریج دور ہو جائے گی۔ قیمتوں میں استحکام پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ کارکن بھی احساس کریں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت سے صارفین تک پہنچانا خدمت خلق یعنی عبادت ہے۔ تو بہتر کارکردگی کے لئے ثواب کی امید ان میں نیا جذبہ پیدا کرے گی۔ اور شکایات کم ہو جائیں گی۔

شکایات: کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جسے دیکھو وہ زمانہ کو برا کہتا نظر آتا ہے۔ جب کہ ایک حدیث قدسی کا ترجمہ یہ ہے ——— "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا (انسان) زمانہ کو برا کہہ کر مجھے تکلیف دیتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے میں ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔" (بخاری و مسلم)

باقی ص ۲۵ پر

مزاجِ دانِ رسول

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اقبال حیدر آباد

اُمّ المومنین حضرت سودہ رضی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاص زوجیت کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شرف انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی کی سب سے افضل شہزادی صاحبزادی کو منتخب فرمایا۔ اور عالم رؤیا میں یہ راز بھی کھول دیا کہ ہم نے شروع سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

حضرت عائشہ کی سیرت طیبہ سے اس اعتبار سے آپؓ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی رفیقہ حیات ہیں۔ اور ملت اسلامیہ کی بالاتفاق اُمّ (ماں) ہیں۔ ان سے ہمارا تعلق ماں بیٹے کا سا ہے۔ بلکہ اس اعتبار سے کہ حضورؐ کے بارے میں احادیث صحیحہ میں آتا ہے "کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام نوع انسانی سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہ ہو۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے ہمارے لئے حضورؐ سے بڑھ کے زیادہ محبوب و پسندیدہ اور قابل قبول احترام ذات ہے اس بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ جو تمام مومنوں کی ماں ہیں۔ وہ بھی تمام جہاں کی ماؤں سے سب سے بزرگ تر تسلیم کی جاتی ہے۔ جس طرح حضرت مریم پر تہمت لگانے سے یہود بے بہبود مغضوب و ملعون ہو گئے اسی طرح اس دور کے منافقین حضرت صدیقہ رضی پر تہمت لگانے سے مغضوب و ملعون اور اُمتِ محمدیہ کے یہودی گردانے جاتے ہیں

حضرت عائشہ رضی جو غزوہ مریسیع یا بنی مصطلق ۲ شعبان یوم دوشنبہ ۵ھ کو پیش آنے والے غزوہ میں حضورؐ کی معیت میں تھیں۔ سفر سے واپسی پر ہوا یہ کہ آپ پردے میں ہودج کے اوپر سوار تھیں۔ جب مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالا گیا۔ تو حضرت عائشہؓ قضاء حاجت کے لئے ذرا دور چلی گئیں۔ جب لوٹنے لگیں تو اتفاقاً ہار ٹوٹ گیا۔ اس کو اکٹھا کرنے لگیں تو قافلہ چل پڑا لوگوں نے سمجھا حضرت عائشہؓ پردے میں ہودج میں بیٹھی ہیں چونکہ عمر کے اعتبار سے بھی اور ویسے بھی حضرت عائشہؓ دبلی پتلی تھیں۔ یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ وہ ہودج میں نہیں ہیں۔ جب ہار جمع کر کے لشکر گاہ میں پہنچی تو یہاں سے قافلہ دور جا چکا تھا۔ آپؓ چونکہ فہیمہ تھیں اس خیال سے

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب برأت کی آیتیں پڑھ کر فارغ ہوئے تو صدیق اکبرؓ نے فرط مسرت سے اپنی لخت جگر کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

کہ ڈھونڈنے والے مجھے اسی مقام پر تلاش کریں گے وہیں چادر لپیٹ کر لیٹ گئیں اور سو گئیں صفوان بن معطل جو قافلے کی گری ہوئی چیزوں کی دیکھ بھال کرنے کے انچارج تھے۔ وہ آگئے اور دیکھ کر کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی اور چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہ کی اور نہ ہی ان کی زبان سے سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے میں نے کوئی کلمہ سنا۔ حضرت صفوان نے اونٹ بٹھایا اور اس پر آپؓ اس پر سوار ہو گئیں اور صفوان مہار پکڑ کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ لشکر میں جا پہنچے۔ دوپہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین نے دیکھتے ہی واہی تباہی مچادی۔ جس کو برباد ہونا تھا وہ برباد ہوا اور جس کو بچنا تھا وہ بچ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کی عفت ذاتی خیالات اور قرآن سے یہ خیال تھا کہ حضرت عائشہؓ کا کوئی قصور نہیں لیکن علم قطعی اور یقینی نزول وحی سے پہلے پھر بھی نہ تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۹۶ ملاحظہ ہو) "اے عائشہ! اگر تو اس تہمت سے بری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے اس تہمت سے پاک کرے گا اگر تجھ سے گناہ صادر ہو چکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور توبہ کر کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ نے یہ فرمایا تو میرے آنسو تھم گئے "اگر بالفرض میں یہ کہوں کہ میں بَری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہی ہوں تو کون مانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں اور پھر میں نے رو کر کہا "کہ خدا کی قسم! میں اس چیز سے کبھی توبہ نہیں کروں گی جو یہ لوگ کہتے ہیں۔ بس میں وہی کہتی ہوں۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا "فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون"

یہ کہہ کر بستر پر لیٹ گئیں۔ دل کو یقین تام تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بَری فرما دیں گے لیکن یہ وہم بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ اس قدر آیات نازل فرمائیں گے کہ جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی اور ایک روایت میں ہے کہ گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل ہوں گی۔ جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام کو تقریباً ایک ماہ پریشانی رہی۔ حضرت علی رضی نے حضورؐ کی پریشانی کی وجہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر تنگی نہیں کہ عورتیں ان کے بغیر اور بھی ہیں آپ اگر گھر کی لونڈی سے دریافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتلا دے گی۔ تفہیم کی روایت میں ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا اے بریرہؓ اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئی جس سے تجھے شبہ و تردد ہوا تو بتلا دے۔ بریرہ نے عرض کیا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہ کی

کوئی قابل گرفت اور معیوب بات نہیں دیکھی۔ مگر یہ کہ وہ ایک کمسن بچی ہے۔ آٹا گوندتی ہیں تو چھوڑ کر سو جاتی ہیں۔ بکری کا بچہ آ کر اسے کھا جاتا ہے۔

یہ جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ اے گروہ مسلمین! کون ہے کہ جو اس شخص کے بارے میں مدد کرے گا۔ جس نے میرے اہل بیت کے بارے میں ایذاء دی ہے (غور کریں حضرت عائشہ کو اہل بیت فرما رہے ہیں۔ اور آج آپ کے فرمان کے خلاف حضرت عائشہ کو اہل بیت سے نکال رہے ہیں) خدا کی قسم میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں نیکی اور پاک دامنی کے کچھ نہیں دیکھا۔ یہ سن کر اوس کی طرف سے سعد بن معاذ امداد کے لئے کھڑے ہو گئے کہ یہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ اور اگر خزرج کی طرف سے ہوا تو تب بھی ہم تعمیل حکم کریں گے۔ اس پر سعد بن عبادہ سردار خزرج گرم ہو گئے کہ اگر ہمارے قبیلہ کا وہ شخص ہوا۔ تو ہم خود اس کا سر قلم کر دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر فریقین کو خاموش فرما دیا۔

جمیع امہات المومنین میں سے کسی ایک کے بارے بدگمانی کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے ظاہر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے گروہ مسلمین! کون ہے جو میری اس شخص کے بارے میں مدد کرے کہ جس نے مجھ کو میرے اہل خانہ کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے کسی ایک سے بھی خواہ خدیجۃ الکبریٰ یا صدیقہ و حفصہ وغیرہ کے متعلق کسی قسم کا ناپاک لفظ زبان پر لانے سے حضورؐ کے ایذا کے باعث بن جاتا ہے اور جو شخص حضورؐ یا اللہ کو ایذا پہنچاتے وہ بلاشبہ خارج از اسلام ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اسی وجہ سے تمام فقہائے کرام اور اہل ایمان کا اس

جمیع اُمہات المومنین میں سے کسی ایک کے بارے میں بدگمانی کرنیوالا کافر اور واجب القتل ہے

پر اتفاق ہے کہ جو شخص عام مسلمانوں کی بیبیوں پر تہمت لگاتے وہ فاسق و فاجر ہے اور خبیث و ناپاک اپنی خباثت نفس کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر تہمت لگاتا ہے وہ مرتد اور کافر ہے نیز یہ بھی ہے کہ جس ذات کو نبوت و رسالت اور صحبت و خلعت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا ہو اور اس کو مصطفیٰ و مجتبیٰ مقدس و مطہر اور معصوم کے القاب سے ملقب فرمایا ہو اور نزاہت و تقدس میں جبرائیلؑ و میکائیلؑ کو اس کا وزیر مقرر کیا ہو۔ اس کی شان تقدس و تنزیہ کے خلاف ہے کہ اس اشرف الخلائق اور اکرم المخلوقات کی زوجیت و مصاحبت کے لئے کسی خبیثہ اور زانیہ کو مقرر فرمایا جائے۔

اسی وجہ سے ارشاد باری ہوا کہ "تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ایسی بات ہمارے لئے جائز نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ تم کو کہنا چاہیے تھا کہ سبحان اللہ! یہ بہتان عظیم ہے جیسا کہ سعد بن معاذ اور ابو ایوب انصاری زید بن حارثہ نے سنتے ہی کہہ دیا تھا۔ **ھذا بہتان عظیم**

(درمنثور ۵ صفحہ ۳۴)

پیغمبر کی شان میں جو شخص ایسے نازیبا کلمات کہتا ہے۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس کی عورت فاحشہ ہوتی ہے۔ اس کا خاوند دیوث ہوتا ہے۔ تو جو لوگ امہات المومنین کے بارے میں اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ وہ در پردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں۔ اس کا تصور بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

بعض آئمہ اہل بیت کے سامنے کسی ایسے شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ پر طعن کیا تو فوراً انہوں نے اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا اور فرمایا یہ شخص وہ ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ لوگ مبرا ہیں۔ اس سے جو بکتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش ہے اور رزق کریم ہے۔

پس اگر خدانخواستہ حضرت عائشہ خبیث ہیں تو نبی کریمؐ بھی (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہیں۔ لہٰذا یہ کافر ہے۔ اس کی گردن اڑا دو۔ پس انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور میں موجود تھا۔ (رواہ اللالکائی)

اسی طرح حسن بن زید کے سامنے عراق کے ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں بے ہودہ کلمہ کہا اسی وقت حضرت حسن بن زید اٹھے اور ایک ڈنڈا اس کے سر پر مارا اس کا بھیجہ نکل آیا اور وہ مر گیا۔

جنگ جمل کے بعد جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی کی ملاقات ہوئی۔ تو دونوں حضرات کو بہت ندامت ہوئی۔ آپؓ نے عورتوں کے وفد کے ساتھ بعزت و توقیر ام المومنین کو مدینہ رخصت کیا اور مجمع عام سے فرمایا: "یہ دنیا و آخرت میں تمہارے پیغمبرؐ کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ ہم میں معمولی سی بات ہو گئی تھی۔ جیسے ماں اور بیٹا میں ہو جاتی ہے۔ تمہارے دلوں میں ان کی عزت و توقیر کم نہ ہونے پائے۔ دو بدباطن آدمیوں نے ام المومنین کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علیؓ نے ان کے کپڑے اتروا کر سو سو کوڑے لگوائے۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ جب وحی کا نزول ہو رہا تھا تو میں بالکل گھبرائی ہوئی نہ تھی۔ البتہ میرے ماں باپ کو انتہائی خوف تھا۔ یہاں تک کہ میں سمجھتی تھی کہ کہیں ان کی جان نہ نکل جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وحی ان لوگوں کے خیال کے موافق کہیں نہ نازل ہو جائے۔

بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں یہ فرماتا ہے "کہ بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے یہ طوفان بپا کیا ہے وہ تم میں سے ایک جماعت ہے۔ تم اس کو اپنے لئے شر نہ سمجھو۔ بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے لئے خیر ہے ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ

ہے جتنا تم نے کمایا ہے۔ اور اس طوفان بدتمیزی کے بڑے حصے کا متولی بنا ہے۔ اس کے لئے بڑا عذاب ہے اس کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور عورتوں نے نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ صریحاً بہتان ہے اور کیوں نہ لاتے اس پر چار گواہ، تو سب یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا۔ جب کہ تم اس کو اپنی زبان سے نقل کر رہے ہو۔ اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور حالانکہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا ہمارے لئے ایسی باتوں کا زبان پر لانا ہی نازیبا ہے۔ تم کو یہ کہہ دینا چاہیئے تھا کہ سبحان اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اور آئندہ اگر تم ایسی حرکت کرنے والے ہو تو اللہ تمہارے لئے واضح احکام بیان کرتا ہے۔ اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو۔ ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو نہ معلوم کیا مصیبت آجاتی (ترجمہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت تلاوت فرما کر فارغ ہوئے تو صدیق اکبرؓ نے فرط مسرت سے اپنی لخت جگر کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا۔

بیٹی نے کہا کہ اے ابا جان! اس سے پہلے آپؓ نے کیوں نہ اعتبار کیا۔ صدیقؓ نے جواب دیا وہ آپ ہی دے سکتے تھے وہ کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوتا اور کونسی زمین مجھے جگہ دیتی۔ جب کہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہتا جس کا مجھے علم نہ ہو۔ (فتح الباری)

اس فتنے کے اصل بانی منافقین تھے جس کی سزا قدرت نے درک اسفل رکھی۔ لیکن جو لوگ صحابہؓ میں سے ان کے دام فریب میں آگئے تھے انہیں سزا دی گئی آیت برات کے نزول سے دشمنوں کے منہ سیاہ

باقی ص۱۳ پر

صلح حدیبیہ کا معاہدہ

سید منظور احمد شاہ آسی، مانسہرہ

آقائے دوجہاں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ اپنے پروانوں کی رفاقت میں طواف فرما رہے ہیں چونکہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمایا۔ چودہ سو صحابہ کرامؓ عمرہ کی تیاری کر کے آقائے مدنی کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر قیام فرمایا چونکہ برابر اطلاعیں مل رہی تھیں کہ قریش مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ بدیل بن ورقہ جو قبیلہ خزاعہ کے سردار تھے۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قریش نے جنگ کے لئے بڑی تیاری کر لی ہے۔ اور وہ مکہ میں آپ کو داخل نہ ہونے دیں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان سے جا کر کہو ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہم سے کوئی تعرض نہ کریں۔ افسوس ہے کہ جنگ نے قریش کی حالت تباہ کر دی ہے۔ لیکن

ان کا یہ جنون اب بھی ختم نہ ہوا۔ ان سے کہہ دیا کہ ایک وقت مقررہ تک مجھ سے امن کا معاہدہ کر لیں اگر میں عرب پر غالب آ گیا تو میں ان ہی کا بھائی بند ہوں اگر دوسرے عرب مجھ پر غالب آگئے تو قریش کا مسئلہ حل ہو جائے گا چنانچہ بدیل بن ورقہ یہ پیغام لے کر جب مکہ پہنچے اور اعلان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغام لایا ہوں اگر مناسب سمجھو تو بتا دوں چند جذباتی سر پھروں نے کہا نہیں کوئی پیغام نہ سناؤ ہم کوئی پیغام سننے کے لئے تیار نہیں کچھ لوگوں نے کہا ضرور بتاؤ چنانچہ جب یہ شرائط بتائیں گئیں تو عروہ بن مسعود ثقفی نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے اور تم میری اولاد نہیں ہو انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ ہمارے سردار ہیں۔ نہایت عقلمند اور صاحب الرائے ہیں ہمیں آپ کے متعلق کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ عروہ نے کہا کہ میں خود جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں۔ قریش نے اجازت دے دی عروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمدؐ اگر تم اپنی قوم پر غالب بھی آجاؤ اور ان کو قتل بھی کر دو تو یہ کون سی فخر کی بات ہے کبھی کسی شخص نے اپنی برادری والوں کو تہہ تیغ کیا ہے۔ اگر قریش سے تمہاری جنگ ہو جائے اور قریش طاقت کا مظاہرہ کرے تو یہ جو بھیڑ آپ کے ساتھ ہے یہ لوگ میدان میں نہیں ٹھہر سکیں گے۔ یہ بھاگ جائیں گے اور آپ تنہا رہ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس بات پر سخت غصہ آیا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ طعنہ جو عروہ ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا برداشت نہ ہو سکا سخت غصے کے عالم میں عروہ ابن مسعود کو کہا کہ جاؤ اپنے معبودوں کی شرم گاہوں کو چوسو کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے اور بھاگ جائیں گے عرب کے اندر یہ سب سے سخت گالی سمجھی جاتی تھی عروہ کو بڑا سخت غصہ آیا لیکن ضبط کر گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگا کہ یہ صاحب کون ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ میرا ابوبکرؓ ہے میں ان کو ان کی باتوں کا جواب دیتا لیکن ان کا ایک سابقہ احسان ہے۔ جس کی وجہ سے میں ان کو جواب نہیں دیتا۔

عروہ ابن مسعود نہایت زیرک جہاندیدہ اور ہوشیار آدمی تھے۔ قریش کی طرف سے مختلف کے بادشاہوں کے پاس سفیر بن کر جا چکے تھے۔ نہایت تجربہ کار تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت بھی کرتے جاتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حالات اور محبت و عقیدت کا مشاہدہ بھی کرتے جاتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت فرماتے تو صحابہ بالکل خاموش ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ جب تھوک فرماتے تو صحابہ اس کو اپنے ہاتھوں پر مل لیتے جب وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

وہ گرا ہوا پانی اٹھا کر اپنے چہرے پر مل لیتے۔

عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تکلفانہ بات چیت میں مصروف تھا اور عرب کے رواج کے مطابق بعض دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بھی پکڑ لیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جو تلوار لے کر نبی کریمؐ کی حفاظت میں باڈی گارڈ کا کردار انجام دے رہے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بار بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی پکڑ لیتا ہے عروہ بن مسعود سے کہنے لگے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا دو ایسا نہ ہو کہ میں یہ ہاتھ ہی کاٹ دوں عروہ نے کہا اے مغیرہ دغا باز! میں نے تیری دغا بازی کا خمیازہ بھگتا ہے اور تم مجھے دھمکی دیتے ہو۔ چونکہ حضرت مغیرہ نے مکہ میں کسی کو قتل کر دیا تھا جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے دیا تھا۔ اس کی جانب اشارہ کیا تھا۔

عروہ بن مسعود ثقفی جب واپس مکہ پہنچا تو قریش مکہ سے کہا اے میری قوم میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں کا معائنہ بھی کیا ہے ان بادشاہوں کے ارکین دولت کو بھی دیکھا ہے لیکن جو محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی دیکھی ہے وہ کہیں بھی نہیں میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس پر اس طرح اس کی قوم فدا ہو جس طرح صحابہ کرامؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوتے ہیں لہٰذا بہتر ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو اور ان سے ایک معاہدہ کر لو قریش کے ایک دو وفد بھی آئے لیکن کوئی خاص بات نہیں ہو سکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم کو بلا کر فرمایا عمر تم مکہ جاؤ اور قریش سے گفت و شنید کرو حضرت عمر فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میرے سخت مخالف ہیں اور مکہ میں میری برادری کا کوئی حامی بھی نہیں ہے۔ لہٰذا میں ایسے شخص کا نام پیش کرتا ہوں جس کا قبیلہ مدینہ میں طاقت ور بھی ہے۔ اور عزت بھی رکھتا ہے۔ آپ حضرت عثمان بن عفانؓ کو سفیر بنا کر بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو طلب فرمایا اور سفیر بنا کر مکہ بھیجا کہ ایک تو قریش مکہ سے بات چیت کریں دوسرا مکہ میں جو کمزور و بے کس مسلمان ہیں ان کو تسلی دیں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روانہ ہوتے حضرت ابان بن سعید نے حضرت عثمان بن عفان کا پر جوش خیر مقدم کیا اور اپنی پناہ میں لے کر داخل ہوتے قریش کے ایک ایک سردار کے پاس جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا قریش نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہاں تم طواف کرنا چاہو تو کر سکتے ہو حضرت عثمان نے کہا کہ میں اپنے آقا کے بغیر طواف نہیں کروں گا ادھر یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ اور ادھر حدیبیہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور اکرمؐ سے عرض کرتے ہیں آقا عثمان کتنا خوش نصیب ہے وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوگا۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بالکل نہیں میرا عثمان میرے بغیر کبھی طواف نہیں کر سکتا۔ عثمان تیری شان پر قربان جاؤں تجھ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا اعتماد ہے اور تو نے بھی اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی اسی اثنا میں یہ روح فرسا خبر پہنچی کہ حضرت عثمان کو قریش مکہ نے شہید کر دیا ہے بس پھر کیا تھا نبی کریمؐ نے چودہ سو صحابہؓ کو بلایا اور موت پر بیعت لی کہ عثمان کے خون کا بدلہ لیے بغیر نہیں جائیں گے گویا کہ خون عثمان کی قیمت بتا دی! چودہ سو صحابہؓ نے جب بیعت فرمائی تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان بحمد اللہ صحیح و سلامت ہیں البتہ قید کر دیئے گئے تھے۔ لیکن اب رہا ہو چکے ہیں چونکہ اس بیعت کرنے والوں کی اللہ نے بڑی شان بیان کی تھی حضورؐ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اوپر کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے ہی دائیں پہ مار کر فرمایا کہ میں عثمان سے بھی بیعت لے رہا ہوں اور اس کو بھی اس میں شامل کر رہا ہوں یہ خصوصیت بھی تمام صحابہ میں سے حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا **ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء**

قریش مکہ نے سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر نبی کریمؐ کی خدمت میں بھیجا یہ قریش میں نہایت فصیح و بلیغ تھا۔ اور خطیب قریش کہا جاتا تھا۔ قریش نے ان کو بھیجتے وقت کہا تھا کہ صلح اسی شرط پر ہو سکتی ہے کہ اس دفعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے جائیں۔ اگلے سال عمرہ کرنے کی اجازت ہوگی! سہیل بن عمرو جب آپ کے پاس پہنچے تو صلح کی مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں۔

۱۔ مسلمان اس سال حدیبیہ سے ہی واپس چلے جائیں

۲۔ آئندہ سال مسلمان آئیں اور صرف تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کریں گے۔

۳۔ مکہ میں جو مسلمان رہتے ہیں اگر کوئی ان میں سے مدینہ ہجرت کر کے چلا گیا۔ تو اس کو واپس کرنا ہوگا۔

۴۔ اگر مدینہ سے کوئی مسلمان ہجرت مکہ آ جائے تو اس کو واپس نہ بھیجیں گے۔

۵۔ قبائل عرب جس فریق سے ملنا چاہیں۔ مل سکتا ہے وہ بھی معاہدے میں شریک سمجھا جائے گا

۶۔ مکہ میں مسلمان بغیر ہتھیاروں کے داخل ہوں گے

جب صحابہؓ نے یہ شرائط سنیں تو انتہائی بے قرار ہوئے کیونکہ بظاہر تمام شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں، حضرت فاروق اعظمؓ سے برداشت نہ ہو سکا دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا آقا کیوں ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک ہمارے مقتول جنتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کی پھر آپ دب کر اور ایسی شرائط پر کیوں صلح فرما رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ خاموش ہو گئے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے لکھوانا شروع کیا حضرت علیؓ کو فرمایا علیؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل بن عمرو فوراً بولا، ہم نہیں۔ **باسمك اللهم** لکھوائیں۔ رحمان کو ہم نہیں جانتے۔ نہ ہمارے محاورات یہ استعمال ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ **باسمك اللهم** ہی لکھو۔ اس کے بعد فرمایا کہ لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو کے درمیان طے پایا ہے کہ دس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ جنگ نہ ہوگی۔ علیؓ نے یہ لکھ دیا۔ تو سہیل بن عمرو نے فوراً کہا آپؐ کو ہم اگر رسول اللہ مانتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔ لہٰذا آپ محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا علی رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو اتنے میں دو صحابی جو پاس ہی کھڑے تھے، حضرت اسید بن

باقی ص ۱۳ پر

مجنوں جو مرگیا تو جنگل اُداس ہے

حضرت مولانا سیّد محمد علی کا سانحہ ارتحال

تحریر: مولانا اللہ وسایا صاحب ملتان

علاقہ بہاولپور کے معروف عالم دین اور مناظر اسلام اور خطیب اہل سنت حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب ۱۸، جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات صبح پانچ بجے اپنے آبائی گاؤں بیلی راجن میں انتقال کر گئے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مولانا سید محمد علی شاہ صاحب حسنی حسینی سید تھے آپ کا پورا خاندان شیعہ تھا۔ رحمت حق نے دستگیری فرمائی۔ آپ نے مولانا مفتی واحد بخش صاحب سے احمد پور شرقیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ بلا کے ذہین تھے اعلیٰ تعلیم کے لئے بہاولپور کی یونیورسٹی جامعہ عباسیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت جامعہ میں نابغہ روزگار حضرات متعین تھے۔ پنجاب کے معروف گدی نشین مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ تھے۔ حضرت امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید مولانا محمد صادق صاحب بہاولپور میں ناظم امور مذہبیہ تھے۔ ان حضرات سے مولانا سید محمد علی شاہ صاحب نے اکتساب علم کیا۔ اس زمانے میں جامعہ عباسیہ کی ایم۔ اے کی ڈگری کو علامہ کہا جاتا تھا۔ شاہ صاحب نے جامعہ کی انتہائی ڈگری "علامہ" اعلیٰ نمبروں میں حاصل کر کے جامعہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب نے بخاری شریف کا امتحان لیا۔ ان کے پرچہ پر سو فیصد نمبر دے کر اس پر نوٹ دیا کہ میں اصول کی رو سے سو سے زائد نمبر نہیں دے سکتا ورنہ مولانا سید محمد علی شاہ صاحب اس سے بھی زیادہ نمبروں کے مستحق تھے۔ اپنے وقت کے شیخ کی شاہ صاحب کے متعلق یہ رائے شاہ صاحب کے لئے بہت بڑا اعزاز تھی۔

زمانہ میں شاہ صاحب فارغ التحصیل ہوتے آپ نے آبائی علاقہ بیلی راجن پور میں جامعہ عباسیہ بہاولپور کے زیر اہتمام رفیق العلماء اسکول منظور کرایا جس کو ریاست میں مڈل کے برابر درجہ تھا۔ آپ اس کے صدر مدرس مقرر ہوئے سکول کی ڈیوٹی کے علاوہ طلباء کو دوسرے اوقات میں دینی کتب درس نظامی پڑھاتے تھے۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد اس وقت دین متین کی خدمت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ ایسے مخلص بے لوث انسان تھے کہ شب و روز میلوں کا پیدل و سائیکل پر سفر کر کے دور دراز تک تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے جاتے۔ حق گو مجاہد، نڈر اور بے باک خطابت سے علاقہ میں آپ نے دھاک بٹھا رکھی تھی۔

بدن کو رو کئے میں آپ کا وجود ذرہ محرم کی حیثیت رکھتا تھا رفض و بدعت کے مقابلہ میں اللہ کی تلوار تھے۔ شیعہ اعباد کے قاضی محمد یسین مولانا محمد واصل اور مولانا محمد علی شاہ صاحب تینوں حضرات کی ایک جماعت تھی جو مجاہدین فی سبیل اللہ تھے ان کے نام سے کفر اس طرح بھاگتا تھا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے شیطان۔

آپ کی زندگی حق گوئی و بے باکی کی علامت تھی۔ ایک دفعہ علاقہ کے تمام زمینداروں نے مشترکہ میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ اپنے علاقہ میں کسی عالم دین کی تقریر نہ ہونے دیں گے۔ ان دنوں بستی فقیراں میں ایک تبلیغی جلسہ تھا۔ زمینداروں نے پولیس سے مل کر سپیکر پر پابندی اور باہر کے علماء کا داخلہ بند کرا دیا جو حضرات آگئے ان کی زبان بندی کرا دی۔ مولانا دوست محمد قریشی اور دوسرے حضرات پہنچ گئے ان سے زبان بندی کے احکامات کی تعمیل کرائی گئی۔ ظہر تک جلسہ نہ ہو سکا۔ تمام متعلقہ عمل میں سپیکر لگا ہوا ہے علماء موجود ہیں مگر جلسہ شروع نہ ہو سکا ظہر کے قریب مولانا سید محمد علی شاہ صاحب تشریف لائے نماز پڑھائی، سپیکر لگوایا اور خطاب شروع کر دیا علاقہ کی پولیس اور زمیندار موقع پر موجود رہیں مگر شاہ صاحب کی حق گوئی اور بہادری کے سامنے کسی کی نہ چلی۔ آپ نے زمینداروں و جاگیرداروں کو للکارا، شرم کے مارے ان کے منہ لٹک گئے۔ ندامت کے مارے سر جھک گئے۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے کہیں ان کا دنگل رکھ دیا۔ ہزاروں کا اجتماع ہو گیا۔ پروگرام شروع ہو گیا۔ شاہ صاحب ساتھی کے ہمراہ سائیکل پر کسی تبلیغی سفر سے واپس آ رہے تھے۔ سائیکل موڑا دنگل میں جا دھمکے۔ ان کو دیکھتے ہی لوگ پریشان ہو گئے۔ پہنچتے ہی آپ نے اذان کہی لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ نماز باجماعت ادا کی اور وعظ شروع کر دیا جو لوگ بچ گئے وعظ کی مجلس میں شامل ہو گئے۔ ایک دفعہ دنگل ہو رہا تھا۔ آپ کو اطلاع ہوئی پہنچتے ہی لاٹھی چلانی شروع کر دی ایک آدمی بھی سامنے نہ ٹھہرا۔ سب بھاگ گئے تباہی خیر و برکت کا دور تھا۔ لوگ احترام کرتے تھے۔ علماء میں بہادری کا خمیر تھا۔ اب یہ سب باتیں زمانہ رفتہ کی باتیں ہوتی جا رہی ہیں۔

ایک دفعہ شیعہ حضرات سے مباہلہ ہوا۔ آپ اپنے اہل و عیال و رفقاء کو لے کر مقام مباہلہ پر پہنچ گئے مگر دوسرے فریق نے بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔

مناظرے کے طرز مشکل دلائل کی جنگل خضب کا حافظہ نقلی جزئیات پر عمیق نظر اور آپ کے مجاہدانہ کردار نے آپ کو مقبول عام بنا دیا تھا۔ علاقہ کے عوام آپ سے دلی محبت کرتے تھے۔ ان کے چشم ابرو کے کنارے پر جان کی بازی لگانے پر تیار ہو جاتے تھے۔ آپ کے فتویٰ کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔

راقم الحروف کے استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا اللہ بخش صاحب آپ کے شاگرد رشید ہیں۔ فقیر راقم الحروف نابو سے دورہ حدیث شریف کر کے گھر آیا تو میرے والد صاحب مرحوم نے استاذ مکرم مولانا اللہ بخش صاحب سے فرمایا کہ اسے دین کے کام پر لگانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تو زمیندار ہوں میرا کام حاضر ہے آج سے شروع کر دے۔ مولانا حافظ اللہ بخش صاحب اپنے استاذ مولانا سید محمد علی شاہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ شاہ صاحب نے مولانا محمد علی جالندھری کو خط لکھا کر ہمارے

علاقہ سے ایک نوجوان اس سال فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ آپ ان کو جماعت میں شامل کرلیں۔ مولانا محمد جالندھری نے شاہ صاحب کو خط لکھوا کر مولانا افضل حسن اختر نے بھی آئی لینڈ سے ایک عالم دین کو بھیجا ہے ان کے لئے سپیشل شوال میں اتربیتی کلاس کھولنی ہے۔ آپ ان کو بھی بھیج دیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحمید فجی آئی لینڈ، مولانا بشیر احمد حال مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ اور فقیر پر مشتمل سہ رکنی جماعت نے فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب سے ردِ قادیانیت "کا دو ماہی کورس مکمل کیا۔ امتحان ہوا۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ امتحان سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا محمد علی جالندھری نے فرمایا کہ

۱۔ آپ امتحان میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے۔

۲۔ آپ کے استاد مولانا محمد حیات صاحب نے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کی سفارش کی ہے۔

۳۔ آپ کے متعلق مولانا سید محمد علی شاہ صاحب نے خط لکھا ہے۔

مولانا محمد علی شاہ صاحب میرے (مولانا محمد علی جالندھری) نزدیک اس لئے قابل احترام ہیں کہ حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری ان کا احترام اور ان کی رعایت کرتے تھے۔ آل انڈیا مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس چھوڑ کر بیلی ماجن کے جلسہ میں شاہ صاحب شریک ہوتے تھے۔ چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی شاہ صاحب سے اصرار کرتے کہ آپ مجلس کو ہنگامی کر جائیں تو حضرت بخاری صاحب فرماتے تھے کہ پورا خاندان اور طبقہ شیعہ ہے وہاں ایک سید ہے (سید محمد علی شاہ) اس کے جلسہ میں جانا فرض سمجھتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے یہ تین باتیں ارشاد فرما کر مجھے حکم فرمایا کہ آپ تیاری کریں آج سے ہی میرے ساتھ جماعت کے پروگرام پر چلنا ہے۔ اس لحاظ سے مجلس میں فقیر کی شمولیت کا باعث بھی حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب تھے۔

۹۳ سال کی عمر پائی۔ داڑھی کے بال دوبارہ سیاہ ہونا شروع ہوگئے تھے آخری وقت تک تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اتنی بڑی عمر کے باوجود بڑے مضبوط قویٰ کے انسان تھے قدرت نے علم و عمل کی طرح صحت کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ ۱۱ جنوری کو مبارک پور کے قریب کسی گاؤں میں خطاب کیا۔ مغرب کی نماز کی امامت شروع کی پہلی رکعت میں جب انعمت علیہم پر پہنچے خاموش ہوگئے۔ کچھ دیر خاموش کھڑے رہے مقتدی پریشان ہوگئے آپ نے زور سے اللہ اللہ، اللہ کہا اور لوگوں کے دل ہلا دیئے۔ نماز توڑ کر ساتھی آگے بڑھے آپ کو پکڑ کر بٹھا دیا۔ فرمایا تم اپنی نماز پوری کرو۔ ساتھی نماز سے فارغ ہوئے۔ فرمایا مجھ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ آپ لوگ گواہ بن جائیں کہ میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پھر کلمہ شریف کا بار بار ورد کرتے رہے لوگوں کو کہا کہ تم بھی کلمہ پڑھو کلمہ پڑھتے پڑھتے فالج کا اثر زبان پر پہنچا۔ سواری کر کے گھر لایا گیا۔ صبح پانچ بجے واصل بحق ہوئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق اسلامیہ مشن بہاولپور کے شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بلا مبالغہ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ مرد و عورتیں، چھوٹے بڑے، شیعہ سنی، سب ان کے انتقال پر رو رہے تھے۔ یہ ان کی قبولیت عامہ اور مقبولیت عنداللہ کی دلیل ہے وصیت کے مطابق عام قبرستان میں ہمیشہ کے لئے محو خواب ہوگئے۔ اللہ رب العزت ان کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ ان کے صاحبزادے مولانا سید عبدالستار، سید محمد عثمان، سید محمد مدنی سب تعریف کے مستحق ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ان کی وفات ایک جہان کی وفات ہے ۔

مجنوں جو مر گیا تو جنگل اداس ہے۔

بقیہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ

پڑ گئے، عائشہ صدیقہؓ کا سنہ فخر سے بلند ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں صرف اپنے اللہ کی شکر گزار ہوں اور کسی کی ممنون نہیں۔

ایک مرتبہ سفر میں حضرت عائشہ کا ہار گم ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہؓ کو بھیجا تو راستے میں نماز کا وقت ہوگیا دور دور تک پانی نہ تھا اس لئے لوگوں نے بغیر وضو نماز پڑھی واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا بیان کیا۔ اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔ حضرت اُسید بن حضیر نے اس کو حضرت عائشہ کی بہت بڑی فضیلت سمجھا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا "اُم المومنین خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا جس سے خدا نے آپ کو نکلنے کا راستہ نہ دیا ہو اور وہ مسلمانوں کے لئے ایک برکت بن گیا۔

بقیہ:۔ صلح حدیبیہ

حضیر اور حضرت سعد بن عبادہ دونوں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ اس غرض سے پکڑ لیا کہ کہیں یہ "رسول اللہ" کا لفظ نہ مٹا دیں۔ اور کہا اگر یہ رسول اللہ نہیں مانتے نہ مانیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گی۔ کچھ اور صحابہؓ نے بھی اس قسم کی باتیں کیں۔ حضرت علیؓ نے بھی عرض کی آقا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں آپ کو رسول اللہ ہی سمجھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا علی "کاغذ مجھے دکھاؤ" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ لے کر خود تحریر فرمایا "یعنی یہ وہ فیصلہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمر نے دس سال کے لئے باہم جنگ نہ کرنے کا کیا ہے جس میں سب لوگ مامون رہیں گے اور ایک دوسرے پر چڑھائی اور جنگ سے پرہیز کریں گے یہ تھا معاہدہ حدیبیہ اور یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عشق جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے صحابہ کو تھا۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۴۳۵۸۰۳

عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى ۰ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۰

قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے ہے تمہارا ساتھی نہ راہ سے بھٹکا اور نہ غلط راستہ ہولیا اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتا ہے ان کا ارشاد نری وحی ہے۔ جو ان پر بھیجی جاتی ہے ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے۔ جو بڑا طاقتور ہے پیدائشی قوت والا ہے۔ پھر فرشتہ اپنی اصلی صورت پر نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارے پر تھا۔ پھر وہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی۔ جو کچھ نازل فرمائی تھی۔ کوئی غلطی نہیں کی۔ قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں۔ تو کیا تم ان سے ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو اور انہوں نے فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے قریب جنت الماویٰ ہے جس وقت کہ ڈھانک رہی تھی اس سدرۃ المنتہیٰ وہ چیز جو کہ ڈھانک رہی تھی۔ نگاہ نہ ہٹی اور نہ بڑھی۔

گزشتہ سال اسی جلسہ کے موقع پر میں نے عصمت انبیاء علیہ السلام کا مضمون بیان کیا تھا۔ اس وقت جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ اس سے بھی میرا مقصود عصمت انبیاء ہی کا بیان کرنا ہے یہ آیتیں سورہ نجم کی ابتدائی آیتیں ہیں۔ جو میرے مضمون کے لحاظ سے تو مناسب ہیں ویسے باعتبار نظم قرآنی کی مشکل ہیں۔ اور تفسیر کے لحاظ سے مشکلات قرآن میں سے ہیں۔ آج سے کئی سال قبل بھی میں نے آیتوں سے حجیت حدیث کا مضمون بیان کیا ہے تاکہ گزشتہ سال کے مضمون کا تکملہ اور تتمہ ہو جائے۔ پہلے ان آیات کا ترجمہ بیان کر دوں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى: قسم ہے ستارے کی جب وہ اوپر سے نیچے کی طرف اترنے لگے

"ھوٰی" کے دو معنی ہیں اوپر سے نیچے آنا اور نیچے سے اوپر چڑھنا دونوں معنی آتے ہیں۔ اور بعض صحابہ سے اس کا ترجمہ اس طرح منقول ہے کہ قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہو جائے اور اسی معنی کو ترجیح ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے اور ویسے بھی ہر زبان میں یہی ہے کہ ہر قسم کے

بائبل میں مقامِ انبیاءؑ

مولانا بشیر احمد عثمانی، شورکوٹ

عیسائیوں کی الہامی بائبل حضرت انبیاء کے بارے میں جو نظریہ پیش کرتی ہے وہ آپ کے سامنے بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہر روشن ضمیر انسان پر یہ بات اچھی طرح سے ظاہر ہو جائے کہ جس کتاب کا حضرت انبیاء کے متعلق یہ نظریہ ہو وہ یقیناً الہامی کتاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی ذی ہوش آدمی ایسی کتاب کو الہامی کتاب کہہ سکتا ہے اگر کوئی انسان خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اور کسی مصلحت کی بناء پر اسے الہامی تصور کرے تو اس کی اپنی مرضی اور مصلحت ہے جو حقیقت سے سینکڑوں میل دور ہے اب ذرا بائبل کی ان گوہر فشانیوں کو ملاحظہ فرمایئے جن کو بقول پادری لوگوں کے روح القدس کی مدد سے قلم بند کیا گیا ہے۔

"سو لوطؑ کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں"

(پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۶)

"تب داؤدؑ لوٹا تاکہ اپنے گھرانے کو برکت دے اور ساؤل کی بیٹی میکل داؤد کے استقبال کو نکلی اور کہنے لگی کہ اسرائیل کا بادشاہ آج کیا ہی شاندار معلوم ہوتا تھا جس نے آج کے دن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا جیسے کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے داؤد نے میکل سے کہا: یہ تو خداوند کے حضور تھا جس نے تیرے باپ اور اس کے سارے گھرانے کو چھوڑ کر مجھے پسند کیا تاکہ وہ مجھے خداوند کی قوم اسرائیل کا پیشوا بنائے سو میں خداوند کریم کے آگے ناچوں گا بلکہ اس سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گا اور اپنی ہی نظر میں نیچ ہوں گا اور جن لونڈیوں کا ذکر تو نے کیا ہے، وہی میری عزت کریں گی۔ ۲ سموئیل ۶:۔ ۲۰ تا ۲۲۔

اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں۔ اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا کہ اس کے باپ داؤد کا دل تھا کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی

بعد جواب قسم ضرور ہوتا ہے۔ یعنی قسم کھا کر جو بات کہی جاتی ہے وہ جواب قسم کہلاتی ہے۔ اس جگہ جواب قسم اگلی آیات میں یعنی

مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ: تمہارے ساتھی گمراہ نہیں ہوئے۔ نہ بے راہ ہوئے۔

اس جگہ صاحبکم سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور صاحبکم فرما کر دراصل مشرکین مکہ پر حق تعالیٰ نے تازیانہ مارا ہے کہ جو شخص ہر وقت اور ہر لحظہ تمہارے ساتھ ہے اور تم ہر وقت اس کو دیکھتے ہو اور اس کی ہر ہر حالت اور ہر ہر نقل و حرکت سے باخبر ہو پھر اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہو۔ کبھی اس کو دیوانہ اور مجنوں کہتے ہو اور کبھی اس کو بے راہ اور گمراہ گردانتے ہو حالانکہ اس کی ہر بات حکمت اور دانائی سے پُر ہے اور اس کا ہر فعل اور ہر نقل و حرکت عقل و فہم پر مبنی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ کوئی بات اپنی زبان سے نفسانی خواہش سے نہیں نکالتے۔ نہیں ہے تعلق مگر وحی ہے۔ جو بھیجی جارہی ہے اس کو تعلیم دی ہے ایسے فرشتے نے جس کی قوتیں حد کمال کو پہنچی ہوئی ہیں مراد اس سے جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ان کی ہر قسم کی قوت اعلیٰ درجے کی ہے۔ قوت علم قوت عقل، قوت حافظہ وغیرہ

ذُوْمِرَّةٍ بڑے حسن و جمال والے ہیں۔

فَاسْتَوٰى سیدھے کھڑے ہوگئے نبی کے سامنے۔

اس کا مطلب سمجھنے کے لئے یہ سمجھ لیجئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو نازل ہوتی رہی وہ جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے نازل ہوتی تھی۔ مگر ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ آدمی کی صورت میں تشریف لاتے تھے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دو دفعہ ان کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا ہے ایک دفعہ تو ابتدائی زمانہ بعثت میں، جب آپ غار حرا میں تشریف رکھتے تھے اور "اقراء" کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئے کچھ عرصہ گزرا تھا۔ اور اس کے بعد وحی آنا بند ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کو بے حد رنج تھا اور آپ پر یہ وحی کا بند ہو جانا حد درجہ شاق تھا۔ حضرات خدا جانے اللہ کے نبی پر اس وقت کیا گزری ہوگی۔ صحیح بخاری میں اس کا ذکر ہے کہ آپ اس درجہ پریشان ہوئے کہ ایک دفعہ پہاڑ پر اس نیت سے چڑھ گئے کہ پہاڑ کو اپنے آپ پر گرادیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ اسی وقت جبرئیل ظاہر ہوئے اور آپ کو تسلی دی اور اس آیت میں اسی کا بیان ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم بود

ہجر سے بڑھ کر مصیبت کچھ نہیں
اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں

یعنی اگر دل کے چمن سے کہیں ایک تنکا بھی کم ہو جائے تو سالک پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں تو حضرت جب سالک کو اس قدر غم ہوتا ہے تو نبی کے غم اور قلق کا کون اندازہ کرسکتا ہے روح المعانی میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلِ الْمَلٰٓئِكَةِ: کیا میں تم کو نہ بتادوں ملائکہ میں سب سے افضل فرشتہ کون سا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ بلیٰ یَا رَسُوْلَ اللہِ! کیوں نہیں

پیروی کرنے لگا اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی کہ اس کے باپ داؤد نے کی تھی پھر سلیمان نے موآبیوں کے نفرتی کموس کے لئے اس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی عمون کے نفرتی مولک کے لئے بلند مقام بنا دیا اس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں کے حضور بخور جلاتی اور قربانی گذرانتی تھیں اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا جس نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا۔" (سلاطین اول ۱۱ : ۱ تا ۱۰)

ان کی اسی حالت میں وفات ہوئی تو یہ بھی نصیب نہ ہوئی۔ (نقل کفر-کفر باشد)

• اور داؤد بادشاہ بڈھا اور کہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اوڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا تھا سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ ہمارے مالک بادشاہ کے لئے ایک جوان کنواری ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی خبرگیری کیا کرے اور تیرے پہلو میں لیٹ رہا کرے تاکہ ہمارے مالک بادشاہ کو گرمی پہنچے چنانچہ انہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک خوبصورت لڑکی تلاش کرتے کرتے شونمیت ابی شاگ کو پایا اور اسے بادشاہ کے پاس لائے اور وہ لڑکی بہت شکیل تھی سو وہ بادشاہ کی خبرگیری اور اس کی خدمت کرنے لگی لیکن بادشاہ اس سے واقف نہ ہوا۔" (سلاطین اول ۱ : ۱ تا ۴)

• پھر سمسون غزہ کو گیا وہاں اس نے ایک کسبی دیکھی اور اس کے پاس گیا اور غزہ کے لوگوں کو خبر ہوئی کہ سمسون یہاں آیا ہے انہوں نے اسے گھیر لیا اور ساری رات شہر کے پھاٹک پر اس کی گھات میں بیٹھے رہے پر رات بھر چپ رہے اور کہا کہ صبح کو روشنی ہوتے ہی ہم اسے مار ڈالیں گے اور سمسون آدھی رات تک لیٹا رہا۔ قضات ۱۶ : ۱ تا ۳

• اس کے بعد سورق کی وادی میں ایک عورت جس کا نام دلیلہ تھا اسے عشق ہوگیا قضات ۱۶ : ۴۔ نیز اسی باب میں اسی سمسون سے تین مرتبہ جھوٹ بولنا ثابت ہے۔ یہ سمسون خدا تعالیٰ کا نذیر تھا۔ قضات ۱۶ : ۱۷

• لیاہ کی آنکھیں چندھی تھیں پر راخل حسین اور خوبصورت تھی اور یعقوب راخل پر فریفتہ تھا۔"

(پیدائش ۲۹ : ۱۷ : ۱۸)

• اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں ہوا کہ روبن نے جا کر اپنے باپ (یعقوب) کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہوگیا۔"

(پیدائش ۳۵ : ۲۲)

• تو دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور

باقی ص ۲۵ پر

ضرور بتایئے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل ۔ غرض حضرت جبرئیل اس وقت اپنی شکل میں ظاہر ہوئے جن کی تمام ظاہری اور باطنی حافظے وغیرہ کی قوتیں حد کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَىٰ' اور وہ فرشتہ اُس وقت اُفق اعلیٰ پر تھا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے۔

احادیث میں آتا ہے کہ جب نبی کریمؐ نے جبرئیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا تو آپؐ بے ہوش ہو گئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج روحانی تو بلا شبہ ملائکہ سے بالاتر ہے مگر بشری مزاج میں اتنی قوت نہیں اس لئے بے ہوش ہو گئے غرض اب جبرئیلؑ قریب ہو گئے۔ فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ اور قریب ہوئے اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمان کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم پھر اللہ کا پیغام پہنچایا آپ کو۔

یہ ان آیات کا اجمالی ذکر ہے ان آیات میں ایک تو ذکر ہے حضرت جبرئیل کے اوصاف کا اور مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ' الخ میں ذکر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا۔

اس مقام پر سب سے اوّل محل اشکال یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک مخلوق یعنی ستارے کی قسم کھائی ہے مثلاً یٰسٓ ۔ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ اس جگہ قرآن مجید کی قسم کھا کر اپنی وحدانیت کا ذکر کیا ہے اور سورہ وَالذَّارِيَاتِ اور وَالْمُرْسَلَاتِ میں فرشتوں کی قسم کھا کر قیامت کا ذکر کیا ہے غرض کہیں تو اپنی وحدانیت کو اور کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو اور کہیں قیامت کو ذکر کیا ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے ستارے کی قسم کھائی ہے اور قسم کھا کر مشرکین کی اس بات کی تردید کی ہے۔ کہ تم جو کہتے ہو کہ یہ دیوانہ ہو گیا ہے تو یہ بات نہیں ہے نہ یہ دیوانہ ہوا نہ یہ بے راہ ہے بلکہ ٹھیک راہ پر جا رہا ہے دوسرا اشکال اس جگہ یہ ہے کہ قسم اور جواب قسم میں کیا ربط ہے ؛ سو امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں قسم سے تین باتیں مقصود ہوتی ہیں۔ یا تو یہ کہ قسم کھا کر جو بات کہی جا رہی ہے وہ سچی ہے کیونکہ عرب کا طریقہ یہ تھا کہ جب قسم کھا کر کوئی بات کہتے تو جھوٹ نہ بولتے تھے کفار و مشرکین سے نبی کریمؐ کی نبوت کے انکار کرنے کے لئے آپ کے دلائل و براہین کا کوئی جواب نہ بن پڑتا تھا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور اپنے دین کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا ہے اس لئے حق تعالیٰ ان کے اس بات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہم تم سے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ نہ تو دیوانہ ہوئے ہیں نہ بے راہ ہوئے دوسری بات یہ ہے کہ قسم سے کبھی محض تاکید مقصود ہوتی ہے۔

تیسری بات امام رازیؒ نے یہ فرمایا کہ ایک وجہ قسم کھانے کی یہ ہوتی ہے کہ جس چیز کی خدا قسم کھاتے ہیں وہ دلیل ہوتی ہے جواب قسم کے لئے ۔ مثلاً "یٰسٓ والقرآن الحکیم" میں قسم تو قرآن مجید کی کھائی ہے

باقی آئندہ

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور پر قادیانیت کا تسلط

از: محمد قدیر شہزاد، لاہور

انجینئرنگ یونیورسٹی میں قادیانی اور کمیونسٹ عناصر مکمل طور پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں

وطنِ عزیز کے تعلیمی ادارے اس وقت قتل و غارت، ہنگامہ آرائی اور تشدد اسلحہ کی زد میں ہیں کچھ عرصہ پہلے دو طلبہ تنظیموں کے درمیان فائرنگ کے دوران ایک طالب علم کی ہلاکت کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد بند ہو گئی سندھ کے تعلیمی ادارے خصوصاً کراچی یونیورسٹی بھی اکثر بند رہتی ہے اسی طرح دیگر شہروں کے تعلیمی اداروں میں بھی ہنگامہ آرائی کی کیفیت ہے جو تعلیمی تسلسل ختم ہو کر رہ گیا ہے ایک رپورٹ کے مطابق گذشتہ چند سالوں میں تعلیمی اداروں میں سینکڑوں طلبہ ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں ابھی کچھ دن پہلے دو مختلف طلبہ تنظیموں کے درمیان فائرنگ کے تبادلہ کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور بھی بند ہو کر رہ گئی اور تادم تحریر نہیں کھل سکی۔

وہ کون سے حالات و واقعات اور محرکات بالخصوص کہیئے کہ وہ کون سی ایسی قوت ہے جو طلبہ کو تشدد اور ہنگامہ آرائی میں مصروف رکھ کر ان کی تعلیم سے عدم دلچسپی کا باعث بنتی ہے صورتحال کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کمیونسٹ، لادینی، اور پاکستان دشمن عناصر جو اس ملک میں آئینی طریقے سے اس ملک میں اپنی مرضی کا نظام نہیں لا سکتے مجبوراً گن کو استعمال کر کے ملک میں ہنگامہ آرائی کی کیفیت پیدا کر کے اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنا چاہتے ہیں، انہیں اسلام اور پاکستان دشمن عناصر میں ایک منظم قادیانی تحریک بھی ہے قادیانیوں نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان ٹوٹ کر رہے گا قیام پاکستان کے وقت قادیانی پیشوا مرزا محمود نے کہا تھا کہ ”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔“

(اخبار الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

کچھ عرصہ پہلے قادیانیوں کے موجودہ پیشوا مرزا طاہر نے لندن میں یہ پیشین گوئی کی کہ پاکستان جلد ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور پاکستان میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے قادیانی پیشوا کے اس بیان کے بعد اس کی مذمت میں سینیٹ میں بھی آواز بلند ہوئی لیکن پھر نہ جانے کن حالات کے باعث دب کر رہ گئی۔ الغرض کہ پاکستان کو ختم کرنے کی لادینی کمیونسٹ اور قادیانی عناصر کی یہ کوشش آج تک جاری ہے ملک پاکستان میں جہاں ہر قادیانی اپنے پیشوا کی پیشین گوئی کی تکمیل کے لئے سرگرم ہے وہاں ملک کے تعلیمی اداروں میں موجود قادیانی طلبہ اور تعلیمی اداروں میں اہم کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانی افراد بھی اس سلسلے میں کسی سے پیچھے نہیں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور بھی ان تعلیمی اداروں میں سے ایک ہے جہاں پر قادیانی اور کمیونسٹ عناصر

کیو ایس ایف اور ایم ایس ایف کے طلبہ نے ایک غیر مسلم کی نماز جنازہ ادا کر کے اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا

مکمل طور پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں۔

انجینئرنگ یونیورسٹی کی سب سے بڑی کلیدی اسامی پر فائز وائس چانسلر اکرام الحق ڈار کے متعلق کچھ حلقوں کا تاثر ہے کہ ان کا تعلق قادیانی جماعت سے ہے انہیں حلقوں کے مطابق وائس چانسلر کی بیوی قادیانی ہے جبکہ اس کا باپ عزیز احمد ولد کینٹ قادیانی مرکز کا اعزازی ناظم لاہور تھا۔ وائس چانسلر نے اپنی اثر و رسوخ کے ساتھ جن قادیانیوں کو یونیورسٹی میں اہم کلیدی اسامیوں پر فائز کر رکھا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے ڈاکٹر منیف الحسن قادیانی چیئرمین ٹرانسپورٹ کمیٹی۔ پروفیسر محمود حسین قادیانی چیئرمین آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ۔ پروفیسر اظہر محمود بٹ قادیانی چیئرمین HUMANITIES۔ منصور الحق قادیانی اکرٹ آفیسر اس کے علاوہ پی آر او آفس میں ایک اسامی پوسٹ پر کرامت مرزا نامی ایک قادیانی کو فائز کیا گیا ہے وہ ریٹائرڈ پروفیسر مرزا اصغر حمید قادیانی اور مقبول الہی قادیانی کو ایڈہاک میں خصوصی تنخواہ کے ساتھ ذمہ داری سونپی گئی ہے اسسٹنٹ رجسٹرار رشید احمد قادیانی کو ریٹائرمنٹ پر امتیازی سلوک کرتے ہوئے ایک خصوصی انکریمنٹ اور دیگر سہولتیں فراہم کی گئی ہیں قادیانی پروفیسر اظہر محمود بٹ کو جس میڈیکل کے رپورٹ کے بغیر دل کی بیماری کے علاج کے بہانے لندن میں منعقد ہونے والے قادیانی جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے بھیجا گیا اور اس مقصد کے لئے اسے چار لاکھ روپے دیئے گئے، اور پھر محمود بٹ قادیانی کی انگلینڈ موجودگی کے دوران ہی وائس چانسلر اکرام الحق ڈار بھی انگلینڈ چلا گیا اگرچہ وائس چانسلر اپنے قادیانی ہونے کی تصدیق نہیں کرتے لیکن یونیورسٹی میں کلیدی اسامیوں پر قادیانیوں کی بھرمار اور قادیانی پروفیسروں پر نوازشات وائس چانسلر کے قادیانی نہیں تو قادیانی نواز ہونے کی ضرور تصدیق کرتی ہیں اور بھی کئی قادیانی یونیورسٹی کی کلیدی اسامیوں پر موجود ہیں جو بعض مصلحتوں کے تحت خود کو قادیانی ظاہر نہیں کرتے۔

تدریسی عملے اور انتظامیہ کے بعد اگر ہم طلبہ پر نظر ڈالیں تو یہاں بھی صورتحال کافی تشویشناک دکھائی دیتی ہے جامعہ میں اس وقت دو طلبہ تنظیمیں ہیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ اور قائداعظم سٹوڈنٹس فیڈریشن واضح طور پر متحرک نظر آتی ہیں یہاں قادیانی طلبہ کی بڑی تعداد مسلمانوں کے روپ میں زیر تعلیم ہے یہ قادیانی طلبہ مکمل طور پر قائداعظم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شامل ہیں غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ کیو ایس ایف کمیونسٹ اور لادینی نظریات رکھنے والے طلبہ کی تنظیم ہے اور قادیانی طلبہ کے لئے اس تنظیم کے ساتھ رہ کر اپنے عزائم کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا آسان ہے قادیانی طلبہ اس جیسی مختلف تنظیموں میں شامل ہو کر باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے ان تنظیموں میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کرتے ہیں اور پھر مختلف طلبہ تنظیموں میں موجود مسلمان طلبہ کو آپس میں لڑا کر تعلیمی اداروں میں قتل و غارت گری اور ہنگامہ آرائی کی فضا پیدا کر کے ملکی حالات کو خراب کرنے کی کوشش کرتے

ہیں تاکہ مرزا طاہر کی پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی پیش گوئی پوری کر سکیں۔ اس وقت بیشتر دیگر تعلیمی اداروں کے علاوہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں بھی قادیانی طلبا اور اساتذہ کی طرف سے پاکستان دشمنی کا گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے کیو ایس ایف کی مرکزی قیادت میں اس وقت بھی یونیورسٹی کی قادیانی جماعت کے مرکزی افراد موجود ہیں قادیانی جماعت کا خورشید حسن نائب ناصر الدین محمود (پچھلے دنوں دو طلبہ تنظیموں کے درمیان لڑائی میں فائرنگ کا شکار ہوا) اسسٹنٹ رجسٹرار محمود احمد کا بیٹا ناصر محمود مرزائی تھرڈ الیکٹریکل اور کیو ایس ایف کے سابق رہنما طارق مرزائی کا چھوٹا بھائی شاہد مرزائی تھرڈ سول کے علاوہ بھی ایسے کئی قادیانی طلبہ کیو ایس ایف کی مرکزی قیادت میں موجود ہیں کچھ عرصہ قبل کیو ایس ایف کی مرکزی قیادت نے قادیانی طلبہ کے ساتھ ربوہ جا کر مرزا طاہر سے ملاقات بھی کی تھی اس ملاقات کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں کیو ایس ایف درحقیقت قادیانیوں کے مفاد کے لئے کام کر رہی ہے۔

کیو ایس ایف کی یونین کی طرف سے اکثر تقاریب میں قادیانی افراد کو مہمان کی حیثیت سے مدعو کرنا بھی محب وطن افراد کے لئے تکلیف دہ امر ہے چند ماہ قبل کیو ایس ایف کی یونین کی طرف سے منعقد کی گئی ایک تقریب "پاکستان بیالیس سال کے بعد" میں درحقیقت رامے اور عاصمہ جہانگیر کو بھی بلایا گیا۔ حنیف رامے کے نظریات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ۱۹۸۴ء میں جب حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو کلمہ طیبہ سمیت تمام شعائر اسلامی استعمال کرنے سے روکا تو حنیف رامے ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے قادیانیوں کی حمایت میں ایک مضمون لکھا جسے ایک اخبار نے شائع بھی کیا ایک عام تاثر یہ ہے کہ حنیف رامے کے سسر راجہ غالب کوٹ میں قادیانی جماعت کے امیر رہے ہیں اور آج بھی ایک متعصب قادیانی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں جبکہ ان کی بیوی شاہین رامے بھی قادیانی تھی۔ عاصمہ جہانگیر کو بھی بعض حلقے قادیانی قرار دیتے ہیں انہی حلقوں کے مطابق چند سال پہلے اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی بھی کی تھی۔ اور پھر جب ملک کے مختلف حصوں سے اس کی مذمت کے سلسلہ میں آوازیں بلند ہونے لگیں تو یہ بیرون ملک چلی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی قومی اسمبلی میں آپا نثار فاطمہ اور دیگر ارکان اسمبلی کی طرف سے گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے متعلق آواز

کیو ایس ایف کی مرکزی قیادت نے ربوہ میں قادیانی پیشوا سے ملاقات کی

اٹھائی گئی اور ملک میں پہلی بار توہین رسالت کے مرتکب کے لئے سزائے موت کا قانون وجود میں آیا۔ اسی عاصمہ جہانگیر اور حنیف رامے کو انجینئرنگ یونیورسٹی میں مدعو کر کے جس طرح عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی دل آزاری کی گئی ہے وہ نہایت ہی قابل مذمت ہے۔

قائداعظم اور علامہ اقبال سے بے پناہ محبت کا اظہار کرنیوالے کیو ایس ایف کے کارکنان قائد — اقبال زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے نہیں تھکتے لیکن شاید انہیں یہ علم نہیں کہ عظیم قائد اور علامہ اقبال کے جس پاکستان کے متعلق اظہار خیال کے لئے وہ قادیانیوں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں خالق نظریہ پاکستان علامہ اقبال کا انہی قادیانیوں کے متعلق یہ جملہ بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے کہ "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں"! شاید وہ یہ بھی بھول گئے ہیں کہ بانی پاکستان قائداعظم کے بعد اس ملک کی سب سے بڑی محسن اور قابل احترام شخصیت کہوٹہ پلانٹ کے بانی معروف ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان

وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر کی طرف سے اسلام اور پاکستان دشمن قادیانی عناصر کی پشت پناہی قابل مذمت ہے

نے بھی قادیانیوں کو اسرائیل کا ایجنٹ قرار دیا ہے اس پاک سرزمین کے عظیم رہنماؤں اور محسنوں کے واضح بیانات کے بعد بھی کیو ایس ایف کے "جیالے" نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر قادیانیوں کو حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے پر تلے ہوئے ہیں

پچھلے دنوں جمعیت اور کیو ایس ایف کے حامی طلبہ کے درمیان انجینئرنگ یونیورسٹی میں فائرنگ کے نتیجہ میں جمعیت کے کچھ ارکان شدید زخمی ہوئے جبکہ دوسرے ہی دن کیو ایس ایف کا سرگرم رکن ناصر الدین قادیانی دو طرفہ فائرنگ کے نتیجہ میں گولیوں کا نشانہ بنا تعلیمی اداروں میں اسلحہ کی نمائش اور اس کا آزادانہ استعمال جمعیت کی طرف سے ہو یا کیو ایس ایف کی طرف سے ہو اس کی بھرپور مذمت کی جانی چاہئے۔ جمعیت اور کیو ایس ایف کے درمیان لڑائی کی وجہ کچھ بھی ہو اس کا ذمہ دار کوئی بھی ہو ضرورت اس امر کی ہے کہ اس واقعہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کی جائے اور ذمہ دار افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے تاکہ تعلیمی اداروں میں قتل و غارت تشدد اور اسلحہ کی نمائش کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہو۔

جامعہ میں فائرنگ کے اس واقعہ کے بعد ایک ناقابل یقین اور افسوسناک منظر بھی دیکھنے میں آیا اسلام کے نام پر حاصل کی گئی اس نظریاتی مملکت میں اسلام کے نام لیواؤں نے اسلامی تعلیمات کا جس طرح مذاق اڑایا وہ کسی طرح بھی قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا اور پھر قانون سازوں کے ہاتھوں قانون کی دھجیاں اڑانے کی افسوسناک صورتحال بھی دیال سنگھ کالج میں پیش آئی ہوا یوں کہ فائرنگ کا نشانہ بننے والے کیو ایس ایف کے کارکن ناصر الدین قادیانی کی لاش تو اس کے آبائی شہر واہ کینٹ بھجوا دی گئی جہاں پر اسے قادیانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا لیکن کیو ایس ایف کے طلبہ نے اس غیر مسلم کی نماز انجینئرنگ یونیورسٹی میں ادا کی صرف یہی نہیں بلکہ ایم ایس ایف کے "جیالے" بھی اس "کار خیر" میں شریک ہوئے اور اسطرح ایم ایس ایف کے مختلف کالجوں میں ایک قادیانی کی نماز جنازہ ادا کر کے شریعت اسلامی کا مذاق اڑایا بات طلبہ سے آگے بڑھی ایک طلبہ تنظیم کے مرکزی صدر اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی مشیر نے بھی دیال سنگھ کالج میں ناصر قادیانی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کر کے صوبائی حکومت کے نفاذ اسلام کی کوششوں میں مخلص ہونے کی نفی کر دی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان طلبا اور صوبائی حکومت کے ایک ذمہ دار عہدیدار نے کس بنیاد پر ایک غیر مسلم کی نماز جنازہ ادا کی۔ ناصر قادیانی کو اگر مسلمان سمجھا جاتا ہے تو کیا اس کے قادیانی ہونے کے لئے یہی ثبوت کافی نہیں کہ اسے واہ کینٹ کے قادیانی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جس کی تصدیق واہ کینٹ کے علمائے کرام کونسلروں، ناصر قادیانی کے محلے داروں اور متعدد شہریوں نے بھی کی۔ ذرائع ابلاغ کی طرف سے ناصر الدین کے متعلق قادیانی ہونے کی واضح نشاندہی کے باوجود ایم ایس ایف اور کیو ایس ایف کے کارکنان اور صوبائی وزیر اعلیٰ کے مشیر نے ایک غیر مسلم کی نماز جنازہ ادا کر کے نہ صرف اسلامی احکامات سے بغاوت کی بلکہ ملکی قانون کی بھی خلاف ورزی کی

باقی ص ۲۵ پر

قادیانیت نواز صحافی

م۔ش کے جواب میں

قسط نمبر

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود، فیصل آباد

ظفر اللہ خاں ناکام وزیر خارجہ تھے جس کے کردار اور پالیسی سے مسئلہ کشمیر الجھتا چلا گیا۔

یادش بخیر محمد شفیع صاحب المعروف م۔ش صاحب نے مورخہ ۳ فروری ۱۹۹۰ء کے نوائے وقت میں "کوئی تو پرچم لے کر نکلے" کے عنوان سے اپنے کالم میں مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے رہنما سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔

"افسوس اس امر کا ہے کہ اس وقت پاکستان میں کوئی ظفر اللہ موجود نہیں اور تو اور ایوب پراچہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ سر ظفر اللہ خان جنہوں نے سیکورٹی کونسل کے سامنے کشمیر کا مسئلہ پیش کیا تھا اور ایوب پراچہ جو ان کے اس معاملے میں دست راست تھے کشمیر کے معاملے میں ایک ایک شق سے واقف تھے اور انہیں اس مسئلہ کے قانونی، بین الاقوامی، اخلاقی، سیاسی اور ڈپلومائی حقائق کا مکمل علم تھا۔"

مقبوضہ کشمیر میں بیداری کی لہر اٹھنے کے بعد بیرون ملک اور بالخصوص اندرون ملک کشمیریوں کی تائید و حمایت میں جلسے جلوسوں، ہڑتالوں اور احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ چل نکلا ہے۔

م۔ش صاحب نے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کو کشمیر کا سچا خیرخواہ اور ہمدرد ثابت کرنے کا تاثر دیا ہے۔ موصوف کے کالم اور اس کی سرخی سے ظفر اللہ خان کے جذبہ حب الوطنی اور کشمیر سے غیر معمولی دلچسپی کا نمایاں تاثر ابھرتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے قطعی برعکس ہے اگر تاریخی حقائق و شواہد کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ:۔

- کشمیر کو بھارت کی گود میں ڈالنے والے بھی مسٹر ظفر اللہ خان تھے۔
- سر ظفر اللہ خان پاکستان کے ناکام وزیر خارجہ تھے جن کے کردار اور پالیسی کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید الجھتا گیا۔
- قائداعظم بھی ظفر اللہ خان کی سرگرمیوں سے آگاہ ہو چکے تھے اور مناسب وقت کے منتظر تھے۔
- سر ظفر اللہ خان اور ان کی جماعت کو کشمیر سے غیر معمولی دلچسپی انسانی ہمدردی کی بناء پر نہیں بلکہ اپنی قادیانی جماعت کے مخصوص عقیدے اور نظریئے کی بناء پر تھی۔

قادیانی جماعت تقسیم کی مخالف تھی، سر ظفر اللہ خاں سمیت قادیانی رہنماؤں نے تقسیم اور قیام پاکستان کی آخری وقت تک بھرپور مخالفت کی اس میں شک نہیں کہ قادیانیوں کے علاوہ کچھ مسلمان رہنما بھی قیام پاکستان سے متفق نہ تھے، لیکن وہ ان کی سیاسی

باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطۂ حیرت میں پڑ گیا جب قادیانیوں نے ریڈ کلف کمیشن کو الگ محضر نامہ پیش کیا

رائے تھی اور سیاسی رائے مذہبی عقیدہ نہیں ہوتی جو تبدیل نہ کی جا سکے اس کے برعکس قادیانیوں کے قیام پاکستان کی مخالفت اور اکھنڈ بھارت پر غیر متزلزل یقین ان کے ایمان کا ایک حصہ ہے۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ الگ بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"

(مرزا محمود ربوہ الفضل ۱۷ رمئی ۱۹۴۷ء)

قادیانی جماعت کی مخالفت کے باوجود جب تقسیم ناگزیر ہو گئی تو سر ظفر اللہ خان کی جماعت نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ٹھان لی کشمیر اپنی جغرافیائی محل وقوع اور تاریخی حیثیت کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع کشمیر ہے، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کر سکتا تھا، کشمیر اور پاکستان ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم تھے اسی لئے قائداعظم نے فرمایا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کر رہے تھے مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ خاں وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطہ حیرت میں پڑ گیا جب ریڈکلف کمیشن کو قادیانی جماعت کا الگ میمورنڈم و محضر نامہ پیش کیا گیا جس میں قادیانی جماعت نے اپنے مرکز کو ویٹیکن سٹی دلوانا نہیں [illegible] علاقہ قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا جناب م۔ش صاحب حکومت پاکستان کی شائع کردہ کتاب (Partition of Punjab) (تقسیم پنجاب، جلد نمبر ۱، جلد ۲، صفحہ ۴۲۹) کا مطالعہ فرمائیں جس میں قادیانی جماعت کے میمورنڈم میں قادیانیوں کے علیحدہ مذہب مبالغہ آمیز سول اور فوجی ملازمین کی تعداد اور کیفیت اور آبادی وغیرہ کی تمام تفصیلات درج کیں۔ ۱۹۴۷ء میں قادیانی جماعت نے اپنا نقشہ بھی پیش کیا جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا، حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ سر ظفر اللہ خاں ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کر رہے تھے اور دوسری طرف ان کی جماعت اپنا موقف عرضداشت کی صورت میں باؤنڈری کمیشن کے حوالے کر رہی تھی۔ قادیانیوں کو ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو

تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کرلیا کہ ان کو مسلمانوں سے خارج کرکے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کردیئے اور اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے کٹ گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کرنے کی راہ مل گئی۔ اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا چنانچہ سید نور احمد سابق ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں "مارشل سے مارشل لاء تک" میں لکھتے ہیں:۔

"لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق جس میں ۹، اگست اور ۱۷، اگست کے درمیان کا عرصہ رد و بدل کیا گیا اور ریڈکلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔"

جسٹس دین محمد کو مسلم لیگ کے میمورنڈم کا مطالعہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد کسی تقریب میں چوہدری ظفراللہ خان جو مسلم لیگ کے وکیل تھے سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے علیحدگی میں چوہدری صاحب کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا جس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے چوہدری ظفراللہ خان نے جواب دیا کہ مسلم لیگ نے مجھے اپنا وکیل مقرر کیا تھا، مطالبات مرتب کرنا مسلم لیگ کا کام تھا۔ وکیل کا فرض موکل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے

(ماخوذ "مارشل سے مارشل لاء تک" صفحہ ۳۱۹ بحوالہ حکومت مغربی پاکستان کے پانچ سوال اور ان کا جواب از فرزند توحید صفحہ ۱۹)

یہ سر ظفراللہ کا بھیانک کردار تھا جو انہوں نے تقسیم کے وقت باؤنڈری کمیشن کے روبرو ادا کیا۔ م ش صاحب مسلم لیگی ہیں اور انہیں اس نسبت سے کچھ غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ ہم سر ظفراللہ خان کی حسن کارکردگی اور اپنے محسن قائداعظمؒ سے وفا کی چند جھلکیاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ سر ظفراللہ خان کے ایجنٹ کا بھارنے والے م ش کی آنکھیں کھل جائیں۔

بھارت کے مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خود نوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر ظفراللہ خان کے بارے میں لکھا ہے کہ "۱۹۴۷ء میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کو بے وقوف

قادیانی محضر نامہ سے بھارت کو کشمیر ہڑپ کرنے کا موقع مل گیا اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا

قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن بھی گیا تو ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا"

مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفراللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے پوچھا کہ اب قائداعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔

(روزنامہ مشرق لاہور ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء)

جب بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ کا سانحہ ارتحال ہوا، سر ظفراللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ تھے قائداعظمؒ کے نماز جنازہ کے موقع پر ظفراللہ خان نے وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی قائد اور اپنے محسن کا جنازہ نہیں پڑھا۔ جب سر ظفراللہ خان سے قائداعظمؒ کی

ظفراللہ نے وزارت خارجہ سے محب وطن افراد کو نکال کر قادیانیوں کو بھرتی کیا

نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے جواب دیا۔

"آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔"

(اخبار الفلاح پشاور ۲۸ اگست ۱۹۴۹ء)

ایک اور جگہ اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا۔

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے۔"

(الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

م ش صاحب مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ایک ایسے کردار کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو ہماری قومی و ملی تاریخ کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے اگر بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کچھ دن اور زندہ رہ جاتے تو یقیناً سر ظفراللہ خان کی وطن دشمنی کا سرٹیفکیٹ جاری کرجاتے۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ قائداعظم نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب محمودآباد کو کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔

(قائداعظم کی تقاریر)

بدقسمتی سے قائد کی عمر نے وفا نہ کی۔ اس سے پہلے کہ آپ ملک و ملت کی دشمن صیہونی تحریک کا نوٹس لیتے اور اس خطرے کا مناسب حل ڈھونڈتے، پیغام اجل آگیا اور ہمارا قائد ہم سے جدا ہوگیا۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم محمد علی جناح کو بے پناہ مسائل و مشکلات کا سامنا تھا۔ ایک موقع پر قائد نے فرمایا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ وہ ان کھوٹے سکوں سے کام چلا رہے تھے ان کی صحت گرتی ہوئی دیوار تھی یہ حقائق بڑی تفصیل طلب ہیں کہ قائداعظم نے ناسازگار حالات اور مجبوریوں کے تحت جنرل گریسی، پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف، سردار جوگندر ناتھ منڈل کو وزیر قانون اور ظفراللہ خان کو وزیر خارجہ لینے کا فیصلہ با دل نخواستہ قبول کیا۔

"پاکستان کی پہلی کابینہ" اور "پاکستان کیوں ٹوٹا" کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا۔ یہاں تک کہ دھمکی دی کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا اختیارات کی منتقلی نہ ہوسکے گی۔ سر ظفراللہ خان پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔ انہوں نے پاکستان کے نقطہ نظر سے ہٹ کر اپنے آقاؤں کے حکم سے اور اپنی جماعت کے نقطہ نظر سے خارجہ پالیسی وضع کی چوہدری ظفراللہ خان کے کردار اور ان کے دور میں وزارت خارجہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ:۔

- وزارت خارجہ سے محب وطن افراد کو نکال کر قادیانی افراد کو بھرتی کیا گیا۔
- پاکستان کی خارجہ پالیسی پاکستان کے نقطہ نظر کی بجائے قادیانی جماعت کی پالیسی کے مطابق وضع کی گئی۔
- غیر ملکی ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر کو قادیانیت کی تبلیغ یعنی جاسوسی کے اڈوں میں تبدیل کیا گیا۔

باقی آئندہ

ننکانہ صاحب میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ، حبیب احمد عابد

کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ٹھیک رات ۹ بجے ریڈیو پاکستان کے قاری صابر علی شورودی" کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا اگلی صبح تقریباً ۲ بجے تک جاری رہنے والی اس کانفرنس میں ملک بھر سے آئے ہوئے جید علماء کرام، معروف دانشوروں اور ممتاز شخصیتوں نے اظہار خیال کیا۔ کانفرنس کے پہلے سیشن کے صدر تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور چیئرمین قومی ادارہ برائے سماجی بہبود ـــــ جناب محمود علی تھے۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے صدر اور پرجوش نقیب محمد متین خالد نہایت سلیقے سے ادا کر رہے تھے۔ مقررین کی فہرست گو طویل تھی۔ لیکن تقریریں بہرحال سامعین کے دلوں پر خاصے ولولہ انگیز اور پرجوش اثرات نقش کر گئیں۔ مقررین اور سامعین میں ایسی ہم آہنگی بہت کم جلسوں میں دکھائی دیتی ہے متین خالد نے خیر مقدمی کلمات و تمہید کے بعد مجلس عمل (شیخوپورہ) کے راہنما مولانا عبدالہادی کو دعوت خطاب دی۔ مولانا عبدالہادی کہہ رہے تھے ـــــ انگریزی فتنہ قادیانیت نے مسلمانوں کے اندر نفاق ڈالا۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف بھیانک سازشیں کیں۔ اور آج بھی کر رہے ہیں۔ آج تک وطن عزیز پاکستان کو جتنا بھی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر قادیانی ملوث رہے ہیں۔ قادیانیوں کے ہاتھوں پاکستان کی سلامتی شروع ہی سے خطرے میں رہی ہے۔ قادیانی ملک پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ انہوں نے ظفر اللہ قادیانی کی پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کے طور پر تقرری کو قومی لیڈروں کی فاش غلطی قرار دیا۔ اور کہا کہ اس متعصب قادیانی وزیر کی سازشوں کی وجہ سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو زبردست نقصان پہنچا۔ اور اسی قادیانی گماشتے ہی کی وجہ سے مسئلہ کشمیر کی تلوار ہمارے سروں پر لٹک رہی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ افواج پاکستان میں قادیانیوں کی موجودگی تک کشمیر کی فتح ناممکن ہے۔ مولانا نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ کرۂ ارض سے فتنۂ قادیانیت کی جڑیں اکھاڑنے تک ان شاء اللہ جہاد جاری رہے گا۔ مولانا عبدالہادی نے معاصر روزنامہ جنگ کی طرف سے شیخوپورہ میں قادیانی نمائندے کے تقرر پر شدید اظہار مذمت کیا۔ اور کہا کہ جنگ کی انتظامیہ سے قادیانی نامہ نگار کی فوری برطرفی کا بھی مطالبہ کیا۔

بوڑھے اعضاء اور جوان عزم رکھنے والے مولانا عبداللطیف انور ہر قسم کی مصلحت انگیزیوں کو پس پشت ڈال کر حاضرین کو عملی جہاد کے لئے جھنجھوڑ رہے تھے۔ اور تحریروں اور تقریروں کی

> ختم نبوت کے منکرین اور غداروں کا انجام دنیا میں بہت برا ہوگا!
> ـــــ مولانا فقیر احمد سلطانی

جدوجہد کو ناکافی قرار دے رہے تھے۔ مولانا عبداللطیف انور جو کہ ضلع شیخوپورہ کے ممتاز عالم دین اور ختم نبوت کے اہم راہنما ہیں۔ مولانا عبدالہادی کی اس بات سے متفق تھے کہ قادیانیوں نے پاکستان کی داخلی خارجی سلامتی کو بری طرح گھائل کیا ہے۔ اس لئے اسلام و ملک دشمن قادیانی گروہ کو کسی صورت اور کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے وقت کے موجودہ تقاضے کے تحت عملی جدوجہد پر زور دیا۔ قادیانیوں کو اسلام اور

> مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنیوالے قادیانی تھے۔ ظفر عادل

ملک دشمن سرگرمیوں پر مسلمانوں کے جواب ایمانی و فطری رد عمل اور اس بارے میں نام نہاد تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے کردار کو موضوع بحث بناتے ہوئے مولانا حیران تھے کہ اس کمیشن کو ننکانہ صاحب میں قادیانیوں پر چلنے والے پتھر اینٹیں ظلم و ستم کے پہاڑ محسوس ہوئے۔ اور اس کمیشن کا وفد بجر جان اسلام و دشمنان قرآن یعنی قادیانیوں کی اشک شوئی اور انہیں تسلی دینے کے لئے آن پہنچا ـــــ قادیانیوں کی حمایت اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہوئے آسمان سر پر اٹھایا۔ تحفظ حقوق انسانی والوں کو کشمیر میں مسلمانوں پر ہونے والا جبر و ظلم نظر نہ آیا ـــــ جلتے ہوئے کراچی اور سندھ پر اس کی نظر رحم کیوں نہ پہنچی؟ ؟ ـــــ مولانا حاضرین اور کروڑوں مسلمانوں کی زبان بن کر حقوق تحفظ انسانی کے بلند و بانگ دعوے کرنے والوں سے پوچھ رہے تھے ـــــ کیا آزادی اور ایمان کی خاطر جان دینے والوں کا خون اتنا ارزاں ہے کہ اسلام و قرآن دشمنی کے مجرم کے بے غیرت خون کے چند قطروں سے زیادہ اسے اہمیت دی جائے؟ انہوں نے قادیانی نوازوں کو خبردار کیا کہ ان کا انجام بھی قادیانی مرتد سے کم نہ ہوگا۔

اپنے فقیرانہ انداز میں شاہانہ خطاب کرنے والے مولانا فقیر سلطانی اب سٹیج پر تھے۔ اور غداران ختم نبوت کو للکارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اب وقت گزر گیا ـــــ جب ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے کی پاداش میں مسلمان عاشقان رسول ﷺ کی لاشیں تڑپائی جاتی تھیں۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کہنے پر بندوقوں کی گولی کا صلہ ملتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے منکرین، و غداران کا انجام دنیا میں برا ہوگا۔ جب کہ آخرت میں بدتر۔ فقیر سلطانی پہلے مقررین کی تائید کرتے ہوئے جلسے کانفرنسوں اور تقریروں کے جہاد کو ناکافی قرار دے کر عملی جہاد کا مجاہدانہ نعرہ بلند کر رہے تھے۔ ان کا کہنا ہے

کہ صرف مذمتوں ہی سے کام نہیں چلے گا۔ ہر تقریر بھی فروری ہیں حاضرین کے ٹھنڈے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اسٹیج سیکرٹری نے شاعر ختم نبوت سلمان گیلانی کو بلایا۔ سلمان گیلانی نے خوش الحانی سے حاضرین کے ساتھ آواز ملا کر اپنے مخصوص انداز میں ـــــــ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ نعت پیش کیا۔

پرجوش اور پرعزم نوجوان مقرر طاہر رزاق ـــــــ جنہیں قادیانیت کے خلاف اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ـــــــ کہا جاتا ہے۔ جن کی شعلہ نوائیاں اور جوش و ولولہ اس کانفرنس میں بھی سننے اور دیکھنے کی چیز تھی۔ نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن طاہر رزاق نے سامعین کے سامنے قادیانی مذموم سازشوں کا ایسا نقشہ کھینچا ہے۔ ان کے مکر و فریب کا ایسا تار و پود بکھیر کر گوش بر آواز پر سامعین دم بخود رہ گئے۔ طاہر رزاق کا کہنا

انگریز آج بھی ڈھال بن کر فتنۂ مرزائیہ کی حفاظت کر رہا ہے ـــــــ طاہر رزاق

تھا کہ قادیانیت کو انگریزی فرنگی نے اپنی کوکھ سے جنم دیا۔ اپنے خود کاشتہ پودے کو انگریز نے بہ احسن طریق پروان چڑھایا۔ انگریز آج بھی ڈھال بن کر اس فتنۂ خبیثہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ طاہر رزاق کہہ رہے تھے ـــــــ اسلامی جمہوریہ پاکستان آج قادیانیت کے شکنجے میں پوری طرح جکڑا ہوا نظر آتا ہے پاکستان ـــــــ جو کہ لاکھوں شہیدوں کی امانت ہے ـــــــ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کے صدقے ملا ہے۔ اسی پاکستان کی شہ رگ کے اوپر قادیانیت کے آہنی شکنجے گڑے ہوئے ہیں۔ یہ ملک قادیانیوں کے لئے جنت بن چکا ہے۔ اور ہمارے لئے دوزخ کا منظر پیش کر رہا ہے ـــــــ۔

جوش جذبات میں کچھ اور آگے بڑھتے ہوئے طاہر رزاق محبان وطن و اہل نظر کی توجہ پارلیمنٹ کے ایوان بالا و زیریں (قومی اسمبلی و سینٹ) میں مسلمان کے حقوق کی پامالی کرنے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے والے قادیانی گماشتوں غلام سرور

نام نہاد تحفظ حقوق انسانی کمیشن کو مرزائیوں پر مبینہ ظلم نظر آتا ہے کشمیر پر کیوں نظر نہیں آتا۔ ـــــــ مولانا عبداللطیف انور

چیمہ اور بریگیڈیئر عبدالقیوم کی طرف مبذول کرا رہے تھے ـــــــ پاکستان بلکہ دنیائے اسلام کے سب سے اہم دفاعی مرکز یعنی کہوٹہ پلانٹ میں سرگرم عمل ساڑھے چار سو قادیانیوں، وزیراعظم پاکستان کے اسپیچ سیکرٹری بدنام زمانہ قادیانی فرحت اللہ بابر کا بھی ذکر کر رہے تھے۔ اور واپڈا اور اسٹیٹ لائف کارپوریشن جیسے اہم قومی محکموں کو قادیانی سرگرمیوں کے مراکز بنائے جانے کی تفصیلات بھی بیان کر رہے تھے ـــــــ

محب اسلام و محب پاکستان نوجوان طاہر رزاق نے اسلام دشمن قادیانی گروہ پر معنی خیز نوازشات کرنے والے حکمرانوں کو شرم دلاتے ہوئے کہا یاد کرو ـــــــ آج سے ۵۰ برس قبل ـــــــ تاریخی قرارداد پاکستان منظور کرتے وقت رب ذوالجلال سے ـــــــ حصول پاکستان کے بعد اس پاک سرزمین پر قرآن کی حکومت اور اللہ کے پیارے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے نفاذ کا عہد کیا گیا تھا ـــــــ آج اسی سرزمین پر اسلام اور ملک کے دشمنوں کو نوازا جا رہا ہے۔ طاہر رزاق کو گلہ تھا کہ ہم مسلمانوں نے پہریداری کا حق ادا نہیں کیا۔ محمدؐ کی عزت و ناموس کا حق

مرزائیت ایک مذہب نہیں بلکہ ایک گندگی اور ذلالت کا نام ہے۔ مولانا اللہ وسایا

ادا نہیں کر سکے۔

رات بھیگ چکی تھی اور جامع پنجاب لاہور کے نوجوان شاعر سید منظور الحسن شاہ اپنی وجد انگیز نظم "جب میں محمدؐ کے در پر پہنچا" پڑھتے ہوئے سامعین پر وجدان طاری کئے ہوئے

تھے۔ ان سے قبل اس سیشن کے صدر وفاقی وزیر حکمت برائے سماجی بہبود محسود علی اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں اپنا دانشورانہ خطاب کر چکے تھے۔ جناب محسود علی قائداعظم کے دیرینہ ساتھی اور تحریک پاکستان کے ممتاز مجاہد ہیں۔ ناسازی طبیعت کے بعد ان کا خاصا مصحت مندانہ خطاب سامعین کے سنجیدہ فہم طبقہ کے دل کو لگا۔ جناب محسود علی کا کہنا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر انسان کو قدرت کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جد و جہد کرنے سے ہم اپنا گوہر مقصود پا سکتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا قادیانی کافر ہیں۔ یہ دنیا بھر کے علماء کا متفقہ فیصلہ اور پاکستان کے آئین کا حصہ ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں علماء اور محب اسلام جماعتوں کا کردار قابل صد تحسین ہے۔ انہوں نے علماء و مشائخ سے متحد ہو کر اس پلیٹ فارم پر مشترکہ جد و جہد کے لئے

قادیانیوں کو تاریخی رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب

اپیل کی۔

رات نصف سے زیادہ سفر طے کر چکی ہے۔ تاریخ تبدیل ہو چکی ہے ـــــــ سرزمین اسلام کا سودا سمائے، دل میں وطن کی محبت جگائے ـــــــ پروفیسر ظفر علی عادل ـــــــ پرعزم لہجے میں مخاطب ہیں کانفرنس میں اپنی شرکت اور خطاب کو عین سعادت قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ اور قصر ختم نبوتؐ میں نقب لگانے والے ڈاکوؤں قادیانیوں کو اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کا دشمن ازلی قرار دے رہے ہیں۔ قادیانیوں نے ہماری تاریخ میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ ہم جوش جذبات میں ان کی مخالفت نہیں کرتے ـــــــ اور نہ ہی اس وجہ سے کہ وہ قادیانی اور غیر مسلم ہیں۔ بلکہ قادیانیت کے خلاف ہماری تمام تر محاذ آرائی اس کے باطل و کفریہ عقائد اور اسلام کے خلاف اس کی مذموم و ناپاک سازشوں کی بنا پر ہے۔

ظفر عادل کہہ رہے تھے۔ پورے عالم میں لا الہ الا اللہ

کا علم لہرانے والی اُمت محمدیہ کے اندر پھوٹ ڈالنے اور انتشار پھیلانے کے منصوبے قادیانی جماعت کی اسلام دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جن کا ایک مقصد ایک ہزار برس تک برصغیر پر حکومت کرنے والی بہادر و غیور مسلمان قوم کو مجبور اور غلام بنانا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ انشاء اللہ قیامت تک بھی اپنے اس خواب کو قادیانی شرمندۂ تعبیر ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔ اپنی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ظفر عادل کہہ رہے تھے ——— مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو انداز جہانگیری بھی جانتی ہے۔ اور اندازِ شہنشاہی بھی جو مقبوضہ پر جھنڈے گاڑنا بھی جانتی ہے ——— اور بتوں کو توڑنا بھی جانتی ہے۔ اس قوم میں محمود غزنوی بھی ہے محمد بن قاسم بھی ہے۔ خالد بن ولید بھی ہے اور عبداللہ بن زبیر بھی۔ ان کا کہنا تھا کہ قادیانیوں نے ——— پاکستان کی سیاسی تاریخ کے اندر اتنا ہی اہم اور منفی کردار ادا کیا ہے کہ اب تمام تر جدید تحقیقات سے واضح ہو جاتا ہے کہ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے والے بھی قادیانی ہیں۔ لیاقت علی خان کو شہید کرانے والے بھی یہی ہیں۔

——— اور سانحہ بہاولپور کے پیچھے بھی اسی غدار گروہ کا ہاتھ ہے۔ شاعر ختم نبوت سلمان گیلانی کو اسٹیج پر بلانے سے پہلے متین خالد کہہ رہے تھے ——— لوگ کہتے ہیں ہر مہدی حسن کے گلے میں بھگوان بولتا ہے۔ جبکہ سلمان گیلانی کے گلے میں ——— فرشتہ بولتا ہے۔ گیلانی نے اپنے مخصوص جوشیلے لہجے میں اپنی تازہ نظم سنائی۔ جس کا آغاز کچھ اس طرح ہوتا ہے (مخاطب مرزا قادیانی) "تو انگریز کا بیلی، واہ بھئی گاما واہ" "ملکہ تیری سہیلی، واہ بھئی واہ گاما"

——— اور اب تقریب تقسیم انعامات شروع ہوا چاہتی تھی۔ جناب سٹیج سیکرٹری انٹرنیشنل گولڈ میڈل تحریری مقابلہ کے کامیاب امیدواروں کے نام پکارتے جاتے ——— اور دوسری طرف ان خوش نصیبوں کو میڈلز پہنائے جا رہے تھے۔ پھر باری خصوصی انعامات ——— اور مقامی سطح کے امتیازی انعامات کی تھی۔ سب سے آخر میں مہمانانِ گرامی اور معاونین کے لئے شیلڈز اور اسناد کی تقسیم کا مرحلہ تھا۔ جناب محمود علی اور صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب کے ہاتھوں ——— تقسیم انعامات کے بعد شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا نام پکارا گیا ———

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں علماء، مشائخ اور محبِ اسلام جماعتوں کا کردار قابلِ تحسین ہے

——— جناب محمود علی

جھپٹ کر پلٹنے پلٹ کر جھپٹنے کی صلاحیت رکھنے والے مولانا اللہ وسایا مائک پر تھے۔ اور دنیا بھر کے قادیانیوں کو چیلنج کر رہے تھے۔ کہ مرزا قادیانی کو اور سب کچھ چھوڑ کر صرف ایک شریف آدمی ہی ثابت کر دکھاؤ۔ مولانا کا کہنا تھا ——— مرزائیت ایک مذہب کا نہیں بلکہ ایک گندگی اور ذلالت کا نام ہے۔ اس کرۂ ارض پر بسنے والی تین بدترین قوموں میں مجموعی طور پر پائی جانے والی صفاتِ رذیلہ ہر قادیانی میں انفرادی طور پر پائی جاتی ہیں۔ دکھ اور غم سے بھرپور لہجے میں وہ کہہ رہے تھے۔ کہ مرزا قادیانی میں انفرادی طور پر بدبودار آدمی کو ——— رحمت عالم ﷺ جیسی عظیم و جلیل شخصیت کے مدمقابل ٹھہرایا جا رہا ہے۔ ہم اس قبیح قادیانی حرکت کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ گوشِ بر آواز حاضرین نے بھی یک زبان ہو کر ان کے ساتھ اس عزم کا عہد کیا۔ پھر سامعین ——— بہ اصرار انہیں خطاب کو

قادیانی پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے

——— مولانا عبدالہادی

——— ختم کرنے کی بجائے طویل کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ اپنے عالمانہ خطاب کا اختتام انہوں نے اس بات پر کیا کہ ——— خدا کے بعد خدا کوئی نہیں" ——— مصطفےٰ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور اب پیر طریقت صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ ——— اختتامیہ خطاب کے لئے سٹیج پر موجود تھے ——— اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس فرمان کو دہرا رہے تھے کہ اگر حضور خاتم النبیین کی ختم نبوت کا تحفظ ہو رہا ہے۔ تو دنیا کی ہر شے سلامت ہے۔ اور اگر ——— آقا کی ختم نبوت و ناموس رسالت کے خلاف کوئی سازش جنم لیتی ہے۔ تو پھر کچھ بھی سلامت نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قادیانیت کی ذریت بجز نازک وقت پر سہارا دینے اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے ——— یہودی اور انگریزوں نے اس فتنۂ خبیثہ و رذیلہ کو پروان چڑھایا ہے۔ قادیانیت کو پھر سے سنبھالا دیا ہے۔ ایک منظم و شاطرانہ چال کے ذریعہ مسلمانوں کو علماء کرام اور تحفظ ختم نبوت سے برگشتہ کرنے کی مذموم سازش کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو ——— باہمی اتحاد اور جذبۂ جہاد سے اس ناپاک سازش کو ناکام بنانا ہوگا۔

پیر صاحب کہہ رہے تھے ——— حضرت ابوبکر صدیقؓ کا امت مسلمہ پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھتے ہوئے پوری امت مسلمہ کو ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جینا اور مرنا سکھا دیا۔ ان کا عزم تھا کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے خلاف اٹھنے والے کسی بھی فتنہ کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے اور انشاء اللہ ——— قادیانیت کو تاریخی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنی تقریر کا اختتام انہوں نے اس دعا کے ساتھ کیا ——— اے خدائے ذوالجلال امت محمدیہ کے اندر اتفاق و محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دے مسلمانوں کے اندر رسول رحمت ﷺ کی سچی اور سچی محبت اور تڑپ پیدا کر کے عشق محمدی کا صحیح مظہر بنا دے۔ اور ——— تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کے لئے عزم صدیقؓ اور جوش وحشیؓ عطا کر۔ ٹوٹے تڑکے، صدائے رحمت کے وقت ——— اپنے رب کے حضور ہاتھ اٹھائے، امن و رحمت کی بھیک مانگتے اور حفاظت اسلام اور ناموس محمدی ﷺ کا تحفظ کا عزم تازہ لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ کے فدائی و سپاہی اپنے عہد جہاد کی تجدید اور جذبۂ توحیدی کا اظہار کر رہے تھے۔

شادان لنڈ میں ایک قادیانی خاندان کا قبول اسلام

شادان لنڈ ماسٹر محمد سلطان حیدرانی نے اطلاع دی ہے کہ یہاں گذشتہ روز جمعۃ المبارک بتاریخ ۳۰-۳-۹۰ کو حفیظ اللہ قادیانی اسسٹنٹ چیف ریلوے کے بہنوئی جناب اللہ بخش خان ولد نور محمد خان لنڈ اور ان کے بھتیجے شوکت اقبال لون سپرنٹنڈنٹ واپڈا تونسہ نے مکمل ہوش و حواس میں شادان لنڈ نے نماز جمعہ کے موقعہ پر لاؤڈ اسپیکر پر مسلمان ہونے کا اعلان بھی فرمایا اور ساتھ ہی اپنی والدہ اور اہلیہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع بھی دی۔

بولہب قادیانی کا عقد آسمانی

از: خواجہ محمد مصباح الدین، ایم اے، منڈیکے گورایہ

حق کا صریح دشمن، شیطاں کا نقشِ ثانی
عبرت کی داستاں ہے بولہبِ قادیانی

دو صد اٹھاسی صفحہ ۲۸۸ "آئینہ کمالات"
کرتا ہے صدق و کذبِ مرزا کی ترجمانی

جھوٹا وہی ہے جس کی ہو پیش گوئی جھوٹی
صادق کی پیشگوئی سے ہو رفعِ بدگمانی

آئے گی دُختِ مرزا احمد[1]، مرے نکاح میں
ٹلنے کا یہ نہیں ہے کہ ہے قولِ آسمانی

خود ذاتِ پاک اللہ، ہے میرا نکاح پڑھایا
"زوّجنٰکھا" ہے کافی، تصدیق کی نشانی

یتزوّج ویولد کا میں بنوں کا مصداق
اس سے ملے گی مجھ کو اولاد و شادمانی

اپریل سن اٹھارہ سو بانوے میں لیکن
پٹی[3] میں پہنچی مرزا سلطاں[2] کی بن کے رانی

منہ تکتا رہ گیا وہیں بے غیرتوں کا مرشد
یوں ختم اس کی ہو گئی الہام کی کہانی

کتنا قوی نکاح خواں ثابت ہوا زمینی
منسوخ جس نے کر دیا، وہ عقدِ آسمانی

چھبیس[26] مئی وانیس صد آٹھ ۱۹۰۸ مصباح
حرماں نصیب نے تو لی، دوزخ کی خود ہی ٹھانی

---

[1] دختر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم [2] مرزا سلطان بیگ ساکن پٹی [3] بدنصیب مرزا قادیانی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں واقع ہو گئی۔ لیکن محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔ حالانکہ بقول مرزا خدا تعالیٰ نے آسمان پر کے مرزا کا نکاح پڑھا دیا تھا۔ سچ کہا ہے کسی نے سے

کوئی بھی بات "مسیحا"، تری پوری نہ ہوئی
نامرادی میں ہوا، ترا آنا جانا

بقیہ انجینئرنگ یونیورسٹی

گئی۔ قائداعظم کا کلام ابھرنے والے مسلم لیگ کے ان پرواتوں کو یہ احساس تک نہیں ہو سکا کہ جب قادیانی کیوں نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں ایک قادیانی سابق وزیر خارجہ ظفراللہ قادیانی نے قائداعظم کا نماز جنازہ صرف اس لئے پڑھنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ خود کو مسلمان اور قائداعظم کو کافر سمجھتا تھا۔

تعلیمی اداروں میں ہنگامہ آرائی اور قتل و غارت کے بڑھتے ہوئے واقعات اور صوبے کے ذمہ دار رہنماؤں سے طرف سے جب ملکی قانون اور اسلامی تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی نہ صرف پنجاب حکومت کے خلاف مشکلات پیدا کر سکتی ہے بلکہ اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل اتحادی جماعتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر اور وزیر اعلیٰ نواز شریف اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو پورا کریں اور انجینئرنگ یونیورسٹی کی اس تمام تر صورتحال کے متعلق اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرائیں بعض شرپسند عناصر اور قادیانی طبقے کی طرف سے یونیورسٹی کھلنے کے لئے بھی بگاڑ ڈالا جا رہا ہے۔ موجودہ حالات میں انجینئرنگ یونیورسٹی کو کھولنے سے پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ ہنگامے اور قتل و غارت شروع ہو جائے گی اس لئے ارباب اختیار کو اس قسم کے کسی بھی اقدام سے پہلے پیپلز ایس ایف اور اسلامی جمعیت طلبہ کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ ضرور کرا لینا چاہیئے جس سے جامعہ میں امن و امان صورتحال قائم رہ سکے (شکریہ)

بقیہ:- مقام انبیاء کرامؑ

اپنے سر کے بالوں سے ان کو پونچھا اور عیسیٰ کے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا۔" لوقا ۷، ۳۸:۳۷

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" گلتیوں ۳ : ۱۳

"پس یسوع نے اس نے پھر کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کے دروازہ میں ہوں جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں مگر بھیڑوں نے ان کی نہ سنی۔"

(یوحنا۔ ۱۰ : ۷، ۸)

مرتد کا قتل ضروری ہے

فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب شرح الوقایہ کے مصنف فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے (العیاذ باللہ) تو پھر اس پر اسلام پیش کیا جائے اور دین سے متعلق اس کے شبہات دور کئے جائیں پس اس اگر وہ مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھا جائے تاکہ اس مدت میں وہ غور و فکر کرے پس اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیا جائے۔

اور اسلام سے پھر جانے والے کی توبہ یہ ہے کہ دین اسلام کے سوا ہر دین سے برات اور بیزاری کا اظہار کرے یا جو دین اس نے اختیار کیا ہے اس سے بیزاری ظاہر کرے۔

جب مرتد پر اسلام پیش کیا جائے تو وہ غور و خوض کے لئے مہلت مانگے اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اگر وہ مہلت نہ مانگے تو فوری طور پر قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو آدمی اسلام سے پھر جائے اسے قتل کر دو۔ (شرح الوقایہ۔ باب المرتد)

اب آپ قرآن مجید کی تعلیم کو لیجئے جو اس نے حضرات انبیاءؑ کے بارے میں فرمائی ہے۔

تعلیم قرآن مجید قرآن مجید حضرات انبیاءؑ کا ذکر خیر کر کے فرماتا ہے کہ "وہ تمام نیک تھے۔" (سورت ۲۱ آیت ۸۶)

"تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" انجیل مرقس ۱۰ : ۱۸

دیکھئے۔ جناب مسیحؑ اس لفظ کو خدا کی طرف منسوب فرماتے اپنے اور تمام حضرات انبیاء کے نیک ہونے کی نفی کرتے ہیں اور حضور سرور کائنات صلعم اس لفظ کی نسبت حضرات انبیاءؑ کی طرف فرماتے ہیں اناجیل اربعہ میں جناب مسیح کا کوئی قول ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرات انبیاءؑ نیک تھے۔

عزیز من! انصاف آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ قرآن مجید الہامی کتاب ہے یا بائبل؟ ہماری دلی تمنا ہے کہ خدا تعالےٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ:- اللہ کی نعمتیں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کی شکایت سے مقصود خود اپنی اور دوسروں کی بے راہ روی کے لئے جواز تلاش کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ حالات اتنے مایوس کن نہیں۔ اب بھی اللہ کے بندوں کی کمی نہیں جو رزق حلال کے لئے صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کرتے ہیں۔ حق گوئی جن کا شعار ہے۔ خواہ کتنی ہی مشکلات کیوں نہ پیش آئیں۔ جن کو کوٹھی بنگلے درکار ہیں۔ نہ سامان عیش و طرب۔ جو دن رات معاشرے کے طعنے سن کر ٹس سے مس نہ ہوتے۔ اور اپنی بات پر قائم رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو رات کو نیند آنے باوجود نہیں سوتے۔ نہ ان کو عارضہ قلب ہوتا ہے۔ نہ دیگر اعصابی امراض۔ نہ ان کو قانونی محاسبہ کا خوف بے چین رکھتا ہے۔ اور نہ ان کو ان کا ضمیر ملامت کرتا ہے۔ انہوں نے ایسی دولت و عشرت کے مقابلہ میں جس کے لوازمات دنیا میں تشویش، ہیجان، بے سکونی اور آخرت میں سراسر پشیمانی (یعنی خسران فی الدنیا والآخرۃ) ہیں۔ احتیاط، اعتدال، صبر و استغنا اور آخرت میں سکون کامل (یعنی رحمت خداوندی) کو پسند کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ لوگ اس دور کے سب سے بڑے مجاہد ہیں۔ ان لوگوں کا بشری خواہشات پر کنٹرول اور شیطانی طاقتوں سے مسلسل مقابلہ آرائی کے لئے حوصلہ مندی (یعنی استقامت فی الدین) لائق مبارکباد ہے۔ لہٰذا:- روز آخرت کو یاد رکھیئے، احتیاط و اعتدال اختیار کیجئے۔ اور اللہ کے ان شکر گذار بندوں میں شامل ہو جائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سکون نصیب ہوگا، نیند بغیر گولیوں کے آیا کرے گی مشکلات بھی حل ہو جائیں گی۔

امتِ مسلمہ قادیانیت کو دائرۂ اسلام سے کیوں خارج سمجھتی ہے؟

از: حسین محمد قریشی

ایک کلمہ گو نام نہاد مسلمان کو غیر مسلم قرار دینا دینِ اسلام میں حساس ترین مسئلہ ہے جب تک ان کے عقائد و نظریات واضح طور پر ضروریاتِ دین کے معیار پر پورے نہ اتریں اور دینِ اسلام کے اصول انہیں کافر قرار نہ دیں۔ کسی انسانی طاقت کو یا مفتی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کا وارث بن کر جس کو چاہے اپنی مرضی سے کان پکڑ کر خارج از اسلام قرار دیں۔ یہ تو بہت بڑا اختیار ہے مفتی تو کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم میں تغیر و تبدل کا مجاز بھی نہیں دینِ اسلام کا ہر جزیہ اصولِ دین کی روشنی میں حل کرنے ذمہ داری علماءِ امت کے سپرد ہیں۔ قرآنی اصول اٹل اور بے لاگ ہیں۔ مفتی صرف حکم کی نشاندہی شرائع اسلامیہ کی روشنی میں کرتا ہے اسلام کی ایسی تعبیر جس کا مدار حیلوں اور فریب پر ہو۔ قطعاً ناقابل قبول ہیں۔ ایسے آدمی کو ہم مجتہد یا فقیہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ فقیہہ خوفِ خدا کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ذاتی خواہشات یا مفادات سے قطع نظر فیصلہ کا پابند ہوتا ہے۔

ہم اس مضمون میں قارئین کرام پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آخر علماء کرام کی ایک کثیر تعداد، دانشور، سوسائٹی کا ہر سنجیدہ طبقہ قادیانیت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے مسئلہ میں کیوں یک زبان ہوگیا ہے جیسا علم مولانا انور شاہ کشمیریؒ مجاہدِ ملت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حال ہی میں مولانا مفتی محمودؒ سے لے کر مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ، چوہدری افضل حقؒ اور شورش کاشمیریؒ جیسے قائدینِ ملت کو آخر کس چیز نے اس گروہ کی سرکوبی میں سرگرم عمل رکھا ان حضرات نے زندگی کے قیمتی سرمایہ کو اس فتنہ کے تعاقب میں کیوں صرف کیا۔ کیا یہ حضرات بے سمجھے یا اتفاقیہ طور پر میدانِ عمل میں کود پڑے اور قادیانیت کے جانی دشمن بنے تھے۔ یا کچھ محرکات اور دواعی بھی تھے۔ جن کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ مسلمانوں میں ان گروہ کے خلاف نفرت اور اجتناب کا داعی پیدا ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ سرور الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور محبوب چیز نہیں۔ ایک آدمی جان تو دے سکتا ہے مگر انبیاءؑ کی توہین کو برداشت نہیں کرسکتا۔ جس نے بھی مذکورہ گروہ کے عقائد اور نظریات کے متعلق کچھ پڑھا تو وہ اس نظریے پر پہنچے کہ یہ طبقہ، جمہور مسلمان کو نہایت گمراہ، مسیح علیہ السلام کے بارے میں نہایت گندی زبان، میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ نبوت پر حملہ، قرآن کریم کی غلط تفسیر اور وقت کے بڑے دشمن انگریز کی وفاداری کا درس جہاد کی نفی، ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں نہایت دل خراش باتیں، انکی کتب کا موضوع اہم ہے طرفہ تعجب یہ ہے کہ شعائر اللہ اصطلاحات کی توہین کرکے اپنے مکانوں کو مکہ مدینے کے برابر، جلسہ قادیان کو حج کے برابر، احمدی نامی شخصیت کو نعوذ باللہ پیغمبر مظہرِ خدا اور نامعلوم کہاں کہاں کے القابات سے نوازا۔ ان کے پیرو کو صحابہ جیسے معزز نام تک کہنے کی جسارت کی۔ غلام احمد کے اہل و عیال کو امیر المومنین تک کہنے میں شرم محسوس نہیں کی۔ ان خرافات کا استیعاب تو ممکن نہیں یہاں نمونہ کے طور پر قادیانی عقائد پر روشنی ڈالتے ہیں

ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں قادیانی لکھتا ہے

● مرزا قادیانی نے کہا کہ نبوت اور وحی کا دروازہ بند ہوجانا چاہیئے۔ تو پھر لازم آئے گا کہ کیا کوئی عقل مند اس کو قبول کرسکتا ہے۔ کہ اس زمانے میں خدا سنتا ہے مگر بولتا نہیں۔ (یعنی وحی نہیں بھیجتا) پھر اس کے بعد سوال ہوگا۔ کہ بولتا کیوں نہیں۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی۔

(ضمیمہ براہین پنجم جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۴ مصنفہ قادیانی)

● قادیانی لکھتا ہے۔ آؤ ہی خدا تیرے (مرزا) اندر اُتر آیا۔

(تذکرہ صفحہ ۳۱۶ کتاب البریہ صفحہ ۸۶)

● مرزا لکھتا ہے انت منی بمنزلة اولادی لے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسے ہے۔

● قادیانی لکھتا ہے۔ خدا قادیان میں نازل ہوگا

(البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۶)

● قادیانی لکھتا ہے۔ مجھ سے میرے رب نے بیعت کی (دافع البلاء صفحہ ۶ از مرزا)

جملہ مومنین کا عقیدہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ جسم و جسمانیت سے پاک قدیم ذات ہے اللہ کی ذات لیس کمثلہ شیئ کی مصداق ہے۔ حالانکہ یہ مذکورہ عبارت سے باری تعالیٰ کا جسم اور مکان احتیاجی کا پتہ دیتا ہے جو ترکیب کو لازم ہے اور خدا کا اس پر طاری ہونا ایک طبعی امر ہے یہ ذاتِ باری تعالیٰ کے علوِ مرتبہ اور صفتِ قدوسی پر قدغن ہے جو صریحاً ایمانیات کے منافی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جمہور اُمت مسلمہ یک زبان ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

انگریزی استبداد کے زیر سایہ نبوت کا ڈھونگ رچانے والا سرور الکونین کے بارے میں رقم طراز ہے۔

● نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اشاعت دین مکمل طور پر نہ کرسکے نبی علیہ السلام سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی میں نے پوری کی ہے۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵ مصنفہ قادیانی)

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں میرے نشانات کی تعداد دس لاکھ ہے

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۷ براہین احمدیہ صفحہ ۵۶)

● قادیانی لکھتا ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

(اخبار البدر ۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ...... عیسائیوں کے ہاتھوں کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑی تھی۔

مکتوب مرزا الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء

• اخبار البدر ۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار میں قادیانی کو اس انداز میں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

• قادیانی لکھتا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ صد ۳)

• وہ مزید لکھتا ہے کہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیات وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام احمد اور محمد رکھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

وہ لکھتا ہے کہ یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے

(حقیقت النبوہ صد ۲۲۸)

• وہ لکھتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی الہام سمجھ نہ آئے نیز ان سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے

ازالۃ الاوھام مطبع لاہوری

• اس صورت میں اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کریں۔ (کلمۃ الفصل صد ۱۰۵)

قادیانی جملہ انبیاء کرام معصومین خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انتہائی بازاری زبان استعمال کرتا ہے۔ مثلاً وہ

• مکتوبات احمدیہ صد ۲۱ ۔ ۲۴ پر لکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیئو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا (نعوذ باللہ من ذالک)

• وہ مزید حضرت عیسیٰ علیہ السلام فداہ ابی و امی کے بارے میں لکھتا ہے۔

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ) شاید کسی بیماری یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح صد ۵، حاشیہ)

• حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مزید تحقیق کرتے ہیں (ابھی تک ان کے دل میں غبار باقی ہے) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صد ۶ حاشیہ)

جلیل القدر صحابہ کرام کے بارے میں اس کی گستاخی زبان سنیئے۔

• حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پہ میرا سر رکھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صد ۱)

• حضرت ابوہریرہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں ...

جیسا کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔

• حضرت عمر و ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ لکھتا ہے۔

• ابوبکر و عمر کیا تھے؟ وہ تو حضرت غلام احمد (ملعون) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔

ماہنامہ المہدی جنوری ۱۹۱۵ء صد ۵۷ انجمن احمدیہ لاہور

• وہ صحابہ کرام کے معیار کو گرا کر اپنے متبع کو کیا سے کیا گرداتا ہے (ملعون)

• خطبہ الہامیہ میں صد ۱۷۱ میں لکھتا ہے جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ وہ دراصل صحابہ کرامؓ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

• وہ لکھتا ہے۔ میری (قادیانی) ولادت شعائر اللہ میں داخل ہے (الفضل قادیان جلد ۱۳ صد ۵۳ ۔ ۸ جنوری ۱۹۲۶ء)

• قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ مدینہ اور قادیان (خطبہ الہامیہ صد ۳۰)

• مرزا (قادیانی) کی گھر والی اُم المؤمنین ہے۔

(سیرت المہدی)

• قادیان کیا ہے؟ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ قادیانی خدا کے مسیح (مرزا) کا مولد مسکن اور مدفن ہے (الفضل ۱۳ ۔ دسمبر ۱۹۲۹ء)

• وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ترجمہ۔ جو قادیانی کی مسجد میں داخل ہو گیا اُنہیں امن ہے۔

(تبلیغ رسالت صد ۱۵۲ ۔ جلد ۶)

• ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ جیسا کہ حج میں جنگ وجدال منع ہے (ایسے یہاں بھی)

• جیسے احمدیت کے بغیر یعنی مرزا کو چھوڑ کر اسلام وہ خشک اسلام ہے۔

اسی طرح اس ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔ (پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

• لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان) میں ثواب زیادہ ہے اور غفلت رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ہے (آئینہ کمالات اسلام صد ۳۵۲)

• قادیانی نے اس پر بس نہیں کیا۔ بلکہ ان مسلمانوں پر جو ان کے جعلی گرو نہیں مانتے اُسے کافر گردانتا ہے۔

• وہ لکھتا ہے جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

(انوار الاسلام صد ۳۰ مصنف قادیانی)

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں (تذکرہ صد ۶۰۰)

• ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (قادیانی) کے منکر ہیں۔

ان معلومات پر اکتفا کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقائد کی توفیق دیں۔ علماء امت اور محققین کی پیروی عنایت کریں باطل نظریات ونظاموں سے اللہ کریم چھٹکارا دیں۔

آمین ثم آمین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے منصوبے اور پروگرام

اہلِ خیر حضرات سے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی

اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ادارہ آنجناب کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں اسلام کی دعوت و تبلیغ، ناموس ختم نبوت کی پاسبانی، قادیانی قزاقوں کی سرکوبی، باطل قوتوں کا مقابلہ مجلس کا عظیم اور مقدس مقصد ہے قادیانی زندیقوں نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اربوں کھربوں کے منصوبے شروع کر دیئے ہیں جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اندرون و بیرون ملک مجلس کے مبلغ دفاتر، مدارس، مساجد، ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وقف ہیں۔ مجلس کا سالانہ میزانیہ کئی لاکھ ہے، اردو، انگریزی عربی اور دوسری زبانوں میں لاکھوں روپے کا صرف لٹریچر اندرون و بیرون ملک مفت تقسیم کیا جاتا ہے، جامع مسجد ربوہ دار المبلغین ربوہ، جامع مسجد کراچی اور دیگر شہروں میں مجلس کے تعمیراتی منصوبے تشنہ تکمیل ہیں۔ جب کہ لندن اور دوسرے ممالک میں بھی دفاتر قائم کئے جا چکے ہیں۔ اندرون و بیرون ملک قادیانیوں کے ساتھ مقدمات کی وجہ سے مجلس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ختم نبوت کی خدمت اور مالی اعانت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔

آنجناب سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس کار خیر میں ضرور شریک ہوں گے اور اپنے عطیات از زکوٰۃ صدقہ فطر اور دیگر صدقات و عطیات وغیرہ میں مجلس کا زیادہ حصہ رکھیں گے۔

واجرکم علی اللہ ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

خان محمد
(فقیر)
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رقم بھیجنے کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حضوری باغ روڈ۔ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی میں الائیڈ بنک آف پاکستان کھوڑی گارڈن برانچ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۹۵، میں براہ راست جمع کرا سکتے ہیں